بزرگوں کا ادب کیا یا ان کو تنگ کیا؟ فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے: "من لم یرحمْ صغیرنا ولم یؤقرْ کبیرَنا فلیس منا" نماز باجماعت سنت کے مطابق ادا کی یا کوتاہی کی؟ "شابٌ نشأ فی عبادۃ ربہ" قرآن وحدیث کا علم حاصل کر کے عمل پیرا رہا ہو، تو اس کا کیا کہنا! اللہ پاک نے ایسے بعض نوجوانوں کے نمونے قرآن مجید میں محفوظ کیے ہیں:

تاجدار عصمت وعفت سیدنا یوسف علیہ السلام کی سیرت طیبہ کو ﴿احسن القصص﴾ فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین کی بیچاری لڑکیوں کے ریوڑ کو پانی پلاتے ہیں، مگر بکریوں کی مالکن نوجوان لڑکیوں کی طرف نظر ہی نہیں اٹھاتے، تو ﴿قویٌ أمینٌ﴾ کہلاتے ہیں۔ بت شکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہمت وعزیمت دیکھ کر ہی قوم کہنے لگی: ﴿سمعنا فتی یذکرھم یقال لہٗ إبراھیم ۝﴾

بعض اسلاف ؒ کے متعلق ثابت ہے کہ لوہار تھے، لوہا گرم سرخ کر کے بڑا سا ہتھوڑا سر پر اٹھاتے اور پوری قوت سے اسے کوٹتے۔ کبھی ہتھوڑا سر کے اوپر اٹھایا ہوا ہوتا...... اس دوران مسجد سے آواز آتی: "اَللّٰہُ أکبر" تو ہتھوڑے کو آگے لا کر گرم لوہے پر مارنے کی بجائے پیچھے کی جانب پھینک کر فوراً مسجد کی طرف چل پڑتے تھے، کیونکہ اذان سننے کے بعد ہتھوڑے کی ایک ضرب بھی لوہے پر مارنا عاقبت سنوارنے کے وقت کا ضیاع شمار کرتے تھے۔ واقعی وہ "اللہ تعالیٰ" کو "أکبر" جانتے اور مانتے تھے۔ دین اسلام کی حقانیت پر انہیں 'یقین کامل' تھا۔

الشیخ عبدالواحد عبداللہ ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث گلگت بلتستان

آپ نے وقت کی نزاکت کے باعث مختصر الفاظ میں معزز مہمانوں اور جلسے کے انتظامیہ اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور قائدین جمعیت سے اس طرح کے دوروں کا سلسلہ جاری رکھنے کی امید ظاہر فرمائی اور دعائے خیر کے ساتھ جلسے کا اختتام کیا۔ پھر نمازِ عشاء پڑھا کر غواڑی روانہ ہوئے۔

اگلے روز قائدین جمعیت نے سکردو اور شگر وغیرہ کی مختلف مساجد میں خطبات جمعہ دیے۔ اور دوسرے دن یہ مبارک تبلیغی دورہ مکمل کر کے اسلام آباد تشریف لے گئے۔

دعوت الی اللہ کے ذمہ داران کا تربیتی ورکشاپ

تحریر: ابومحمد عبدالوہاب خان

پروفیسر ڈاکٹر/محمد انور

دعوت الی اللہ میں "حکمت" اور "موعظہ حسنہ" مفہوم اور تقاضے

﴿ادع إلى سبيل ربک بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي هي أحسن﴾

دعوتِ دین پیش کرنے کے تین اسالیب ہیں: حکمت، موعظۂ حسنہ، جدالِ حسن

(۱)﴿الحكمة﴾ سمجھدار، تابعدار اور ذہین لوگوں کے لیے

(۲)﴿الموعظة الحسنة﴾ سنگدل کو نرم کرنے، نافرمان کو قابو کرنے کے لیے

(۳)﴿جادلهم بالتي هي أحسن﴾ مخالف، معاند اور مناظر کے لیے

﴿۱﴾ حکمت: "حکم" سے مأخوذ ہے۔ لغوی معانی: (۱) إحكام الشيء: اچھا کرنا (۲) منع کرنا۔ فرمایا: إن من الشعر لحكمة یعنی شعر میں ایسا مفہوم ہوسکتا ہے جو بندے کو جہالت قول وعمل سے روک دے۔

(۳) بذل الشيء في محله یعنی عدل کرنا۔ (۴) علم، یعنی کتاب وسنت کی روشنی میں دعوت دینا۔

(۵) سنت نبویہ کے مطابق طریقہ اختیار کرنا۔

ابن القیمؒ: الحكمة هي السنة، وهي تتضمن علمًا بالسنة والعملَ بها والخبرَ عنها والأمرَ بها. زمخشری: الحكمة: المقالة المحكمة الصحيحة وإزالة الشبهات

خلاصہ کلام: الحكمة اسمٌ جامعٌ لكل كلام أو علم يراعى فيه إصلاح حال الناس واعتقادهم بمراعاة أحوال المخاطبين، والكيفية المؤثرة في إصلاحهم وإفهامهم وإقناعهم إصلاحا مستمرا.

﴿۲﴾ ﴿الموعظة الحسنة﴾ "وعظ، نصیحت، تنبیہ"

نصیحت کے لیے ایسے واقعات اور باتیں جن سے سامعین میں توجہ اور جذبہ پیدا ہو، ان کی غفلت دور ہو اور دل نرم ہوجائیں۔ امام ابن القیمؒ: الأمر والنهي المفهوم بالرغبة والرهبة.

امام نوویؒ: العبرُ الجميلةُ التي جعل الله حجة عليهم في كتابه وذكّرهم بها في تفسيره.

زجاجؒ: هي التي تُلينُ القلوبَ القاسيةَ وتُدمعُ العيونَ الجامدةَ وتصلحُ الأعمالَ الفاسدةَ.

موعظہ حسنہ کا خلاصہ "ترغیب وترہیب" ہے۔ قرآن مجید میں جنت ودوزخ، مؤمن وکافر، حق وباطل کا ساتھ ساتھ موازنہ کے لہجے میں بیان ہوا ہے۔ حکمت اور موعظہ حسنہ کا مجموعہ "علمی دلیل اور ترغیب وترہیب" کو اکٹھے کرنا ہے۔

اس کا حکم شرعی دعوت کے حکم شرعی کے تابع ہے۔ یعنی جس پر دعوت واجب ہے، اس پر یہ صفت اختیار کرنا "واجب" ہے، کیونکہ داعی بصیرت اور دعوت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اور جس پر دعوت الی اللہ سنت ومندوب ہے، اس پر یہ صفت بھی "سنت" ہے۔

فضیلت واہمیت: (۱) اللہ پاک نے آیت بالا میں حکم فرمایا ہے: ﴿ادعُ﴾ (۲) اس کو اپنے رسول ﷺ کی ذمہ داری قرار دیا ہے: ﴿هو الذي بعث في الأميين رسولا منهم يتلو عليهم اٰيٰته ويزكيهم ويعلمهم الكتٰب والحكمةَ﴾ (۳) اور سابقہ انبیاء کرام کی ذمہ داری بھی قرار دیا ہے: ﴿واٰتينا إبراهيم الكتٰب والحكمةَ﴾ (۴) "حکمت" کو بڑا احسان اور بڑی نعمت قرار دیا ہے: ﴿يؤتي الحكمة من يشآء ومن يؤت الحكمةَ فقد أوتي خيرا كثيرا﴾ ، ﴿واذكروا نعمة اللهِ عليكم ومآ أنزل عليكم من الكتٰب والحكمة يعظكم به﴾ ، ﴿واذكرن ما يتلىٰ في بيوتكن من اٰيٰت الله والحكمة﴾ یعنی "احادیث شریفہ"

ابن القیمؒ: ارکانِ حکمت تین ہیں: (۱) العلم (۲) الحلم (بردباری، سنجیدگی) (۳) الأناة (سکون، تسلی، بولنے سے قبل تولنا) اور اس کی ضدتین ہیں: الجهل والطيش والعجلة۔

رسول اللہ ﷺ نے تیرہ سال مکہ میں ساری سختیوں کے باوجود صبر فرمایا، جلد بازی نہ کی۔ خبابؓ نے کئی سال صبر کرنے کے بعد نصرت الٰہی میں تأخیر کا شکوہ کیا، تو ارشاد فرمایا: پچھلی امتوں میں آدمی کو زمین میں گاڑ کر سر کو آری سے چیرا جاتا تھا، لوہے کی کنگھیوں سے گوشت نوچا جاتا تھا، پھر بھی دین سے ہٹتا نہ تھا۔ اللہ کی قسم یہ دین غالب آئے گا، امن وامان قائم ہو جائے گا۔ ولكنكم تستعجلون. [البخاری]

آج داعی صرف لوگوں کے قبول نہ کرنے پر تنگ ہو کر کہتے ہیں: ہم مسلمان ہیں، حق پر ہیں، دعوت وتبلیغ جاری ہے؛ مگر ہر جگہ مسلمان مجبور ومقہور ہیں۔ آخر کب رنگ لائے گی یہ دعوت؟!

حکمت وموعظت کے تقاضے:

[۱] الرفق بالناس، القول اللين. ﴿اذهبآ إلى فرعون إنه طغىٰ ○ فقولا له قولا لينا لعله يتذكر أو يخشىٰ ○﴾ یہ فرعون ﴿أنا ربكم الأعلىٰ﴾ کا دعویدار تھا ﴿يقتّل أبنآء هم ويستحي نسآء هم﴾ کا عادی۔ ہادی برحق ﷺ نے مسجد میں پیشاب کرنے والے کے متعلق صحابہ کو سختی سے منع فرمایا: دعوہ پھر اس کو سمجھایا: ''إن هذه المساجد إنما هي للتسبيح والصلاة وذكر الله.'' ایک شخص نے بدکاری کی اجازت مانگی تو اس کو ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی اور خالہ کا حوالہ دے کر سمجھایا پھر اسے دعا دی۔ معاویہ بن الحکم السلمیؓ نے چھینکنے والے کو دورانِ نماز جہراً دعا دی، لوگوں کی تنبیہ پر شور مچایا۔ بعد میں کہتا ہے: ''والله ما رأيت معلما قط أحسن منه فوالله ما ضربني ولا كهرني ولا سبني ......إنما هي التسبيح والتكبير وتلاوة القرآن.'' مأمون الرشید علماء سے وعظ سنتا تھا کوئی سخت لہجے میں بات کرتا تو کہتا تھا: جب آپ سے افضل ہستی مجھ سے بدتر کو دعوت دیتا تو نرمی اختیار کرتا تھا۔ شامیؒ: جس بندے نے تنہائی میں نصیحت کی تو اس نے اسے مزین کیا اور جس نے اعلانیہ تنبیہ کی تو یقیناً اس نے اسے ذلیل کیا۔

[۲] مراعاة المنزلة الاجتماعية للمدعو: ہر بندے کی معاشرتی حیثیت کو خیال رکھا جائے۔ ''أنزلوا الناس منازلهم'' عدی بن حاتم طائیؓ آیا جو بڑا صاحب حیثیت تھا، اس کا ہاتھ پکڑ کر گھر لے گئے۔ راستے میں ایک عورت نے بات کرنا چاہی تو وہیں اس کا کام کر دیا۔ گھر میں آپ ﷺ نے خود تکیہ اٹھا کر اسے پیش کیا اور چادر بچھا کر اس کو بٹھایا۔ آج بھی عرب میں یہ طریقہ رائج ہے۔

کافر بادشاہوں کو خط لکھا تو ''عظيم الروم، عظيم فارس'' جیسے القاب لکھے۔ آج بعض خطباء حکمرانوں کو گھٹیا انداز میں للکارتے ہیں، جو عملاً کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ یہ سنت کی مخالفت ہے اور حکمت وموعظت حسنہ کے منافی۔

[۳] البيان المفهوم بالبرهان أو بالجهة الصحيحة المقبولة

داعی اپنی دعوت بالکل مدلل پیش کرے۔ قابل قبول اور قابل فہم دلائل دے۔ اللہ پاک نے قرآن مجید کو ﴿ايٰت بينٰت﴾ فرمایا ہے۔ آیات بینات میں کلام الٰہی اور معجزات شامل ہیں۔

عمرانؓ کے والد حصینؓ سے فرمایا: كم تعبد الٰها؟ قال: سبعًا، ستًا في الأرض وواحدا في السماء. قال: فأيهم تُعِدُّ لرغبتك ورهبتك؟ قال: الذي في السماء.

[۴] البيان المفهوم بالدليل علىٰ أفضلية ما جاء به:

شرعی احکام کا ادیان باطلہ سے موازنہ۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: ﴿ءأرباب متفرقون خير أم الله

الواحد القهار﴾ بیوہ کی عدت میں "وقد كانت إحداكن في الجاهلية ترمي بالبعر على رأس الحول" غزوہ حنین میں بعض انصاریوںؓ کے اعتراض پر: "ألا ترضون أن يرجع الناس بالأموال وترجعوا برسول الله إلى بيوتكم؟!

[۵] البدايةُ بأصول العلم والقضايا الهامةِ والانتقالُ إلى فروعها شيئا فشيئًا

اصول مسلمہ ہوں گے، تو فروع خود بخود حل ہو جائیں گے۔ معاذؓ کو یمن بھیجتے وقت: إنک تأتي قوما من أهل الكتاب فليكن أول ما تدعوهم إليه شهادة أن لا اله إلا الله ...... الصلاة ...... الزكاة......" اگر فروع کی دعوت دیں تو بھی اسے اصول سے شروع کریں۔ مثلاً رفع الیدین کی دعوت' اتباع سنت سے۔

[۶] مراعاة الفروق الفردية في الدعوة

داعی اپنے مدعو کی ذاتی حالت کو مدنظر رکھے۔ امام بخاری: باب من خص بالعلم قوما دون قوم كراهية أن لا يفهموا حضرت علیؓ کا فرمان ہے: حدثوا الناس بما يعرفون، أتحبون أن يُكذبَ اللهُ ورسوله؟!

[۷] مراعاة الجوانب العاطفية: یعنی داعی مدعو کے ساتھ تعلقات اور مشترکہ اقدار کا لحاظ کرے۔ یعنی رشتہ، دوستی، قربت، شرکت، پڑوس، شاگردی اور کم از کم انسانی مساوات۔ والدین کے متعلق حکم ہوا: ﴿وإن جاهداک على أن تشرک بي ما ليس لک به علم فلا تطعهما وصاحبهما في الدنيا معروفا﴾

[۸] تحيّن الفرص المناسبة للدعوة: یعنی داعی کو چاہیے کہ موقع کا خیال کر کے بیان کرے۔ لوگوں کی فرصت اور مصروفیت کا خیال رکھے۔ حتیٰ کہ نماز باجماعت کے وقت میں آدھ گھنٹہ تک کی رعایت دی جا سکتی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

أهمية السلوک وأثره في الدعوة إلى اللهِ

﴿ومن أحسن قولا ممن دعآ إلى الله وعمل صٰلحا وقال إنني من المسلمين ۝﴾

دعوتِ دینا مفید ترین، اہم ترین کام ہے۔ اس فریضے سے بڑی اکثریت غافل ہے۔ پھر دعوت دینے والوں کی ایک بڑی تعداد کی حیثیت ٹیپ ریکارڈر کی طرح ہے؛ یعنی وہ خود اس دعوت سے متأثر نہیں ہوتے، اپنی اصلاح نہیں

کرتے۔ایسے داعیوں کی بدنصیبی کا کیا کہنا!

داعی کا سلوک وعمل، اس کی زندگی اپنی دعوت سے مطابقت نہ رکھے، تو دعوت پر منفی اثر پڑتا ہے۔سلوک یہ ہے کہ داعی اسلام کی چلتی پھرتی تصویر ہو۔اس کے معاملات، حرکات اور سکنات سب اسی دین کے رنگ میں رنگے ہوں۔اس کے عقائد، عبادات اور معاملات دین کی تصویر ہوں۔

سیرت طیبہ سے ایک مثال: عن سعد بن هشام أنه سأل عائشةؓ : أنبئيني عن خلق رسول الله ﷺ فقالت: أما تقرأ القرآن؟ فإن خلق نبي الله ﷺ كان القرآن"[مسلم] جب داعی اس زرین ڈگر پر آجائے تو دنیا میں انقلاب آئے گا، بےعملی اور بدعملی کا طوفان رک جائے گا۔یہ قرآن مدینہ کی گلیوں میں چلتا پھرتا، اسے لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھتے، جو کانوں سے سنے ہوئے قرآن کا عملی نمونہ تھا، تو نتیجہ صدیقؓ وفاروقؓ کی شکل میں نظر آیا۔

اگر داعی جو کچھ سنا رہا ہے، وہ ان کو عملاً ڈرامہ کے طور پر دکھائے تو یہی ریاکاری ہے۔ڈرامہ عارضی ہوتا ہے اور صرف پردے کے سامنے۔داعی کا سرتاپا اس کی دعوت کا مظہر ہونا چاہیے۔

سلوکِ داعی کی اہمیت: کتاب وسنت میں اس کی اہمیت کا آغاز بھی قدیم زمانے سے ہے۔﴿إذ قال له ربه أسلم قال أسلمت لرب العٰلمين ۝ ووصىٰ بهآ إبراهيم بنيه ويعقوب يٰبني إن الله اصطفىٰ لكم الدين فلا تموتن إلا وانتم مسلمون ۝﴾[البقرة ۱۳۱، ۱۳۲]

أسلم: (دوسروں کو مسلمان بناؤ) تو فرمایا: ﴿أسلمتُ لرب العٰلمين﴾ پہلے خود فرمان بردار بن گیا۔اپنی ذات سے شروع کیا۔﴿ووصىٰ بها إبراهيمُ بنيه﴾ اپنے گھر سے شروع کیا۔

حضرت شعیب علیہ السلام: ﴿ومآ أريد أن أخالفكم إلىٰ مآ أنهاكم عنه إن أريد إلا الإصلاح ما استطعت وما توفيقي إلا بالله﴾ [هود۸۸] آپ نے دشمنوں کو چیلنج کردیا: میری سیرت سے میری تعلیم کے برعکس کوئی ثبوت پیش کرو۔یہ الیکشن لڑنے کے لیے ریاکاری نہیں۔عن الحارث الأشعريؓ قال قال رسول الله ﷺ: "إن الله تعالىٰ أمر يحيىٰ بن زكريا بخمس كلمات يعمل بهن ويأمر بنيّ إسرائيل يعملون بهن" [حم ت يعلى خز حب]﴿قل إني امرت أن أكون أول من أسلم ولا تكونن من المشركين﴾[آل عمران ۱٤] قال البيضاوي: إن إسلامَ كل نبي متقدم على إسلام قومه. ﴿امن الرسول بمآ أنزل إليه من ربه والمؤمنون﴾ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی دعوت کا خلاصہ اس طرح بیان فرمایا ہے: ﴿ما كان لبشر أن

يؤتيه الله الكتٰب والحكم والنبوة ثم يقولَ للناس كونوا عبادا لى من دون الله ولكن كونوا ربانيين بما كنتم تعلمون الكتٰب وبما كنتم تدرسون ○﴾[آل عمران ٧٩] البغوی عن أبی عبيدؒ: الرباني هو الإنسان الذی عَلِمَ وعَلَّمَ وعَمِلَ بما عَلِمَ واشتغل بتعليم طرق الخير.

سلوک کی شان وعظمت:

علم،عمل اور دعوت کے جامع ''ربانی'' ہیں۔﴿ومن احسن قولا ممن دعآ إلى الله وعمل صٰلحا وقال إننى من المسلمين﴾[فصلت ٣٣] دعائے نبوی ہے: ''اللهم إنى أعوذبک من علم لا ينفع'' دوسری طرف:﴿وقل رب زدنى علما﴾ ابن حجرؒ: اللہ پاک نے صرف ایک چیز زیادہ مانگنے کا حکم دیا؛ جبکہ آپ ﷺ غیر مفید علم سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ عن زيد بن أرقمؓ قال: كان رسول الله ﷺ يقول : اللهم إنى أعوذ بک من علم لا ينفع ومن قلب لا يخشع ومن نفس لا تشبع ومن دعاء لا يستجاب له [مسلم] روزِ قیامت امتحان میں پانچ لازمی سوالات یہ ہیں: عن ابن مسعودؓ قال قال رسول الله ﷺ لا تزول قدما ابن ادم يوم القيامة حتى يسأل عن خمس عن عمرهٖ فيم أفناه وعن شبابهٖ فيم أبلاه وعن مالهٖ من أين اكتسبه وفيم أنفقه وعن علمهٖ ما ذا عمل فيه. [ت]

جس داعی کے قول وعمل میں یگانگت ہو،اس کی عجیب تاثیر ہوتی ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے: سمعت رسول الله ﷺ، ولو لم أسمعه إلا مرة ......حتى عد سبع مرات (وفى رواية: عشرين مرة) ''كان الكفلُ من بنى إسرائيل لا يتورعُ من ذنبٍ عمله، اتته امرأة فأعطاها ستين دينارا فلما قعد منها مقعدَ الرجل من امرأته ارعدت وبكتْ، فقال: ما يبكيكِ؟ أكرهتکِ؟ قالت: لا ولكنه عملٌ ما عملتُه قط وإنما حملنى عليه حاجة. قال: تفعلين هذا وما فعلتيه قط؟ انصرفى فالدنانير لکِ. لا واللهِ لا أعصى الله بعده أبدا، فمات من ليلتهٖ فأصبح مكتوبا على بابهٖ: إن الله قد غفر للكفل.''

جو بات دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

حضرت مسور بن مخرمہؓ کا بیان ہے کہ صلح حدیبیہ میں معاہدہ لکھوانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا: قوموا فانحروا واحلقوا ہر حکم پر جان قربان کرنے والے صحابہ میں سے ایک بھی نہیں اٹھا۔ انہیں ہجرت کے چھ سال بعد بیت اللہ شریف کی زیارت کا کتنا شوق تھا! آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ حکم دہرایا، لیکن کوئی بھی نہ اٹھا۔ آپ ام سلمہؓ کے

پاس گئے، اس واقعے کا ذکر فرمایا تو کہا: کیا واقعی آپ اس پر عمل چاہتے ہیں؟ "اخرج ولا تكلم أحدا واذبح واحلق رأسك" تین مرتبہ ٹس سے مس نہ ہونے والوں نے دیکھا تو: "قاموا فنحروا وجعل يحلق بعضهم بعضا حتىٰ كاد بعضهم يقتلُ بعضًا غمًّا." یہ "غم" پہلے کئی بار تعمیل فرمان میں کوتاہی پر اتنا شدید تھا کہ غلطی سے استرا کسی کے گلے پر پھر نہ جائے۔

صحابہؓ وتابعینؒ کی خوبی تھی کہ جو علم حاصل کرتے اس پر عمل بھی کرتے۔ حضرت ام حبیبہؓ کہتی ہیں: سمعت رسولَ الله ﷺ "من صلى للهِ في يوم وليلة اثنتي عشرة ركعة بنى له بهن بيت في الجنة" قالت: فما تركتهن منذ سمعت من رسول الله. پھر ام حبیبہؓ کا بھائی عنبسۃ بن ابی سفیانؓ، پھر شاگرد عمرو بن اوسؒ، پھر نعمان بن سالمؒ سب نے یہی بیان کیا۔ [مسلم] سیارؒ کہتے ہیں: كنت مع ثابت البناني فمر على الصبيان فسلم عليهم وقال: كنت مع أنس فلقي الصبيان فسلم عليهم وقال أنس: كنت مع رسول الله ﷺ فمر على الصبيان فسلم عليهم. ایک مستشرق پروفیسر Preaching of Islam میں کہتا ہے: مسلمان تقویٰ والی زندگی بسر کرتے تھے۔ چلتا پھرتا اسلام دیکھا تو اس کے اثر سے لوگ مسلمان ہوئے۔

ڈاکٹر فضل الٰہی:

عقیدہ توحید بلندیوں کا راستہ

عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ "الإيمان بضع وسبعون أو بضع وستون شعبة فأفضلها قول لا اله إلا الله وأدناها إماطة الأذى عن الطريق والحياء شعبة من الإيمان" دین اسلام مکمل دستور حیات ہے۔ اس کی مثال سدا بہار پھلدار درخت کی سی ہے، جس کی ہر شاخ بہترین، ضروری، مفید ترین اور سعادت دارین کی ضمانت والی ہے۔ ان کے درمیان اہمیت کے لحاظ سے تفاوت ہے۔ قریبی مشابہت والی شاخوں کو جوڑا جائے تو 63-69 تک، اور ہر ایک کو الگ شمار کیا جائے تو 73-79 تک پہنچتی ہیں۔

﴿شهد الله أنه لآ إله إلا هو والملٰٓئكة وأولوا العلم قائما بالقسط لآ إله إلا هو العزيز الحكيم﴾ [آل عمران ۱۸] "اللہ پاک گواہی دیتا ہے۔" وہ ہماری حمایت یا ووٹ کا طلب گار نہیں، لیکن بات کی اہمیت

کو اجاگر کرنے کے لیے۔ عظیم ترین گواہ عظیم ترین بات پر عظیم ترین گواہی دیتا ہے۔ پھر فرشتوں اور اہل علم کی گواہی کی کیا ضرورت؟ لیکن یہ بھی اسی اہمیت کی طرف اشارہ ہے۔ جو پوری کائنات کا نظم ونسق عدل وانصاف سے چلانے والا ہے۔

اس ایک آیت میں ایمان کی افضل شاخ کا دو مرتبہ ذکر آیا۔ اللہ پاک کے ہاں مواد Matter کی کمی نہیں، الفاظ کی کمی نہیں۔ ابوالسعودؒ: عقیدہ توحید کی اہمیت اجاگر کرنے کے لیے دوبارذکر فرمایا ہے۔

العزیز سب پر غالب، یہ توحید الوہیت کی دلیل ہے۔ **الحکیم** دین کی دعوت میں یہی حکمت ہے کہ اہم ترین چیز پر زیادہ زور دیا جائے۔ خالق اور افضل ترین مخلوق جس بات کی گواہی دیں تو اس کی حیثیت وعظمت وضرورت کے لیے یہی کافی ہے۔ لیکن کتاب وسنت میں عقیدہ توحید کی عظمت میں بے تحاشا مواد ہے۔ دعوت توحید میں بلند ترین گروہ انبیائے کرام ہیں۔ وہی مشعل راہ ہیں۔ ان سب کی دعوت کی بنیاد توحید، اس کا آغاز توحید سے ہوا۔ انسان کا خاتمہ بھی اسی پر ہونا مطلوب ہے۔ ان آیتوں کو دوحصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

اجمالی نصوص: ﴿وما أرسلنا مِن رسولٍ إلا نوحيّ إليه أنه لآ إله إلا أنا فاعبدون﴾ [الأنبياء ٢٥] نفی کے بعد استثناء حصر کا فائدہ دیتا ہے۔ لانفی جنس، الٰہ اسم نکرہ، الا استثناء، انا مستثنیٰ۔ "نفی جنس کی تلوار" سے ہر معبود کا سر قلم کردیا۔ اب کرنا کیا ہے؟ ﴿فاعبدونِ﴾

﴿ينزل الملئكة بالروح من أمره على من يشآء مِن عباده أن أنذروا أنه لآ إلٰه إلا أنا فاتقون﴾ [النحل ٢] اب دونوں کو ملائیے۔ ہر رسول نے کیا کرنا ہے؟ صرف اللہ کی عبادت۔ لوگوں کو دعوت کیا دینا ہے؟ عقیدہ توحید کی۔ حضرت قتادہؒ: لم يُرسل نبيٌّ إلا بالتوحيد، والشرائع مختلفة في التوراة والإنجيل والقرآن..

ابن القیمؒ: وجميع الرسل إنما دعوا إلى ﴿إياك نعبد وإياك نستعين﴾ (اس میں تقدیم ما حقه التأخير ہے جو حصر کا معنی دیتا ہے۔) فإنهم كلهم دعوا إلى توحيد الله تعالىٰ وإخلاص عبادته مِن أولهم إلى آخرهم. آدم علیہ السلام سے خاتم ﷺ تک سب نے عقیدہ توحید کی دعوت دی۔

تفصیلی نصوص: سورة الأعراف ۵۹ میں حضرت نوح علیہ السلام، آیت ۶۵ میں حضرت ھود علیہ السلام، آیت ۷۳ میں حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت ہے: ﴿يٰـقوم اعبدوا الله ما لكم مِن إلٰهٍ غيره﴾ من حرف جر إلٰه اسم نکرہ، اس نے شرک کا صفایا کردیا۔ کسی کو "کیوں" کہنے کا حق نہیں۔ جو عقیدہ رب نے ہمیں عطا کیا ہے، اگر ساری زندگی سجدہ شکر میں گزرے تب بھی اس کا شکر ادا نہیں ہوسکتا۔ یہاں ہمارا "کیوں" تنقیدی نہیں، سمجھنے کی پرخلوص کوشش کا حصہ ہے۔ اس کا

جواب یہ ہے کہ توحید کے بغیر کسی عمل کی کوئی حیثیت نہیں۔ کسی بھی عدد کو صفر سے ضرب دیں تو نتیجہ صفر آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، نوح علیہ السلام، داود علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، ایوب علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، الیاس علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، یونس علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کا نام لینے کے بعد فرمایا: ﴿ومن آبآئهم وذرياتهم وإخوانهم واجتبيناهم وهديناهم إلى صراط مستقيم ولو أشركوا لحبط عنهم ما كانوا يعملون﴾ اس جگہ اولوالعزم رسولوں میں سے چار کا ذکر آیا، افضل ترین کا تذکرہ دوسری جگہ پھر سب کے ساتھ کر دیا۔ ﴿ولقد أوحي إليك وإلى الذين من قبلك لئن أشركت ليحبطن عملك ولتكونن من الخٰسرين ○ بل الله فاعبد وكن من الشٰكرين﴾ [الزمر ٦٤-٦٦] **عمل** مفرد ہے، کَ مضاف الیہ۔ جب مفرد مضاف ہو، تو عموم کا معنی دیتا ہے۔ یعنی **ليحبطنّ جميع عملِك**.

تیسرا نکتہ: توحید بلندیوں پر لے جانے والی ہے۔

فرقہ پرست لوگ کہتے ہیں: دعوت توحید سے ترقی رک جاتی ہے۔ ہمیں امت کے بڑے مسائل پر توجہ دینا چاہیے۔ یہ تنگ نظری ہے، وغیرہ اس کا جواب یہ ہے کہ توحید پر آزمائشیں آتی ہیں، اس کا نتیجہ ذلت نہیں، عزت ہوتا ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب ابوطالب بیمار ہوئے تو قریش عیادت کو آئے، رسول اللہ ﷺ بھی ساتھ تھے۔ انہوں نے شکایت کی: **إن ابنَ عمك يقعُ في آلهتنا**، ابوطالب نے جواب طلبی کی: **ما شأن قومك يشكونك**؟ آپ ﷺ نے فرمایا: **أريد منهم كلمةً تدينُ لهم بها العربُ وتؤدِي إليهم العجمُ الجزيةَ** انہوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''**لا إله إلا الله**'' [حم ت ن حب کم]

تاریخ کے حوالے سے چھ باتیں:

ا: رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے کس مپرسی کی حالت میں نکالے گئے۔ دعوت توحید کا آغاز صفر سے نہیں، منفی سے ہوا۔ (صفر تو یہ تھا کہ اپنے گھر میں رہ سکتے) گیارہویں سال 10,00,000 مربع میل رقبہ ریاستِ توحید میں شامل ہوا۔ دورِ صدیقی دو برس دو ماہ دس دن میں مزید 2,00,000 مربع میل کا اضافہ ہوا۔ دور فاروقی کے دس سال میں مزید 15,00,000 مربع میل اور دورِ عثمانی کے بارہ سالوں میں 8,00,000 مربع میل کا اضافہ ہوگیا۔ 35ھ تک 35,00,000 مربع میل پر محیط اسلامی حکومت قائم ہوئی۔

۲: پڑوس میں سپر پاور فارس پر ایک ہی خاندان 500 برس سے حکومت کر رہا تھا۔ اس خاندان کے 25ویں بادشاہ کی حکومت پر اسلامی سپر پاور نے جہادی یلغاریں کیں۔ ۱۲ھ میں معرکہ حیرہ ہوا، عراق عرب فتح ہوا۔ ۱۴ھ میں معرکہ قادسیہ ہوا جس میں عراق عجم فتح ہوا۔ ۲۱ھ میں معرکہ نہاوند ہوا جس میں فارسی حکومت کا جنازہ نکل گیا۔ ہزاروں برس سے مسلسل جلتی ہوئی آگ دیوتا ان کی کوئی مدد نہ کر سکی۔

۳: مصر بڑا مشہور زرخیز علاقہ ہے جہاں ہزاروں سالوں سے فرعونوں کی حکومت تھی۔ ۲۰ھ میں عمرو بن العاصؓ نے فتح کیا۔ فرانسیسی مستشرق نے کہا: مصریوں نے قبطی زبان کو چھوڑ کر عربی زبان اختیار کر لی۔

۴: سپر پاور روم کا اقتدار دور دور تک تھا، جس میں شام بھی شامل تھا۔ (شام = سوریا، اردن، فلسطین، لبنان) یہاں قیصروں کی حکومت 700 سال سے قائم تھی۔ ۱۴ھ میں دمشق فتح ہوا۔ ۱۶ھ میں بیت المقدس کی چابیاں حضرت عمرؓ کو پیش کی گئیں۔ ڈاکٹر غوستا لوگوی: رومی سات سو سال سے حکمران تھے۔ توحید والوں نے سات سالوں میں اس کا بوریا بستر گول کر دیا۔

۵: ۲۸ رمضان ۹۲ھ میں طارق بن زیادؒ نے سپین فتح کیا۔

۶: رمضان ۹۳ھ میں موسیٰ بن نصیرؒ فرانس کے جنوبی میدانوں میں آیا۔

۷: ۹۳ھ میں محمد بن قاسمؒ دیبل (کراچی) پہنچا اور ۹۵ھ میں ملتان تک فتح کر لیا۔

۸: ۹۴ھ میں قتیبہ بن مسلمؒ نے کابل فتح کیا۔

"توحید" کیا ہے؟

۱: رب العالمین کو تنہا خالق، مالک، رازق اور مدبر مان لینا۔ ہر قسم کی عبادت بلاشرکت غیر اسی کے لیے کرنا۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اللہ کے بارے میں جو بھی خبر دی ہے، اسے بلاچوں وچرا مان لینا۔

۲: توحید پر کوئی Compromise نہیں۔ یہ قابل مصالحت مسئلہ نہیں، واجب القبول ہے۔

۳: لوگوں کے آپس میں اختلاف سے بچنے کی خاطر توحید کی دعوت کو چھوڑنا نہیں۔ اس عقیدے کو اتحاد پر قربان نہیں کرنا ہے۔ ﴿ولقد ارسلنا إلى ثمود أخاهم صالحا أن اعبدوا الله فإذا هم فريقان يختصمون﴾ [النمل ٤٥] اگر توحید کی وجہ سے اختلاف ہونا برائی ہے، تو اس کا ذمہ دار مشرک ہے، موحد نہیں۔

۴: دعوت توحید کا مقصد گالی گلوچ، فساد نہیں ہے۔ یہ دعوت حکمت، دانائی، سلیقہ اور پیار سے دی جائے۔

﴿ولا تسبوا الذين يدعون من دون الله فيسبوا الله عدوا بغير علم﴾

۵: دعوت توحید کے ساتھ باقی شریعت کی دعوت کو نظر انداز نہیں کرنا ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام، شعیب علیہ السلام وغیرہ نے بھی حسب ضرورت احکام شریعت بیان فرمائے۔

س: عوام کو دعوتِ توحید کس طرح دیں؟

ج: ﴿وإن تعدوا نعمة الله لا تحصوها﴾ انہیں اللہ پاک کی نعمتیں یاد دلائیں۔ الإنسانُ عبدُ الإحسانِ انسان چھوڑ، کتے بلیاں روٹی دینے والے کے پیچھے دم ہلاتی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ انسان کو نعمت کے چھن جانے کا خطرہ بھی دلائیں۔ ﴿ثم إذا مسكم الضر فإليه تجارون﴾ تیسری بات یہ ہے کہ داعی خود بھی لذتِ توحید سے آشنا ہو، ان سے مال بٹورنے کا ارادہ نہ کرے۔ اپنے آپ کو مخلوق سے بے نیاز کر دیں۔ جس سے کوئی کام ہو، دستخط کرتے ہوئے افسر کی نہیں، اللہ کی مرضی چلتی ہے۔

س: حضرت لوط علیہ السلام کی دعوت توحید؟

ج: اجمالی نصوص ہیں۔ امام ابن کثیرؒ نے ﴿فاتقوا الله واطيعون﴾ میں شرک سے بچنے کا معنی بیان کیا ہے۔

س: مشرکین زمانہ شرک سے انکار کرتے ہیں۔

ج: یہی مشکل نبی اکرم ﷺ کو بھی پیش آئی۔ ﴿ما نعبدهم إلا ليقربونا إلى الله زلفا﴾، ﴿هؤلآءِ شفعآؤنا عند الله﴾ مشرکین بھی اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ کعبہ کی تعظیم، حدودِ حرم اور اشہر الحرم کا احترام، خانہ کعبہ صرف مالِ حلال سے تعمیر کی، کم پڑا تو کعبہ کو چھوٹا کیا۔ اس طرح وہ اپنے دعویٰ میں صحابہ سے بڑھ کر موحد تھے۔

ڈاکٹر محمد انور:

المدرس المثالي وأوصافه

''مدرس'' مقررہ کلاس کو مقررہ منہج (نصاب) سکھاتا ہے۔ ''داعی'' عوام کو اللہ پاک کے قریب کرنے کی اور شیطان سے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مسلمان داعی اور مدرس دونوں کا طریقہ اور مقصد ایک ہے۔ مثالی مدرس کے اوصاف یہ ہیں: ۱۔ الإخلاص، ۲۔ التقوى، ۳۔ الرفق واللين، ۴۔ الإعداد الجيد، ۵۔ ملاحظة الوقت،

٦. القدوة، ٧. مراعاة الفروق الفردية، ٨. مشاركة الطلاب، ٩. إعادة الدرس، ١٠. الصبر، ١١. استعمال الوسائل التعليمية الحديثة، ١٣. إعادة الدرس، ١٤. بداية الدرس بالبسملة والحمدلة، ١٥. توجيه الطلاب إلى المراجع والمصادر، ١٦. خلاصة الدرس في الأخير، ١٧. إعطاء الواجبات المنزلية، ١٨. المساواة بين الطلبة، ١٩. حسن المظهر، ٢٠. إرشاد الطلاب إلى حسن السلوك (التربية)، ٢١. الدعاء للطلاب، ٢٢. الاستشعار بالمسئولية عند الخالق والمخلوق، ٢٣. الوسطية في التدريس، ٢٤. حزم من غير عنف ولين من غير ضعف.

ایک قول یہ ہے: بہترین مدرس وہ ہے جو طلاب کے ہاں محبوب ہو۔ لیکن اس کے کئی پہلو ہیں۔ عام بچوں کے ہاں معیار یہ ہے کہ کم پڑھاتا ہے۔ "ضروری سوالات" دیتا ہے۔ قصے کہانیاں سنا کر خوش رکھتا ہے۔ وغیرہ

مثالی استاد بچوں کا سچا خیر خواہ ہوتا ہے۔ وہ ان کے حق میں دعا گو رہتا ہے۔ ﴿حريص عليكم بالمؤمنين رءوف رحيم﴾، "إنما بعثت معلما" وہ شاگردوں کی منفعت کا حریص ہوتا ہے۔

احساس مسئولیت: ﴿إنا عرضنا الأمانة على السمٰوٰت والأرض والجبال فأبين أن يحملنها وحملها الإنسان إنه كان ظلوما جهولا﴾

مثالی مدرس کی فضیلت: ﴿لقد منّ الله على المؤمنين إذ بعث فيهم رسولا من أنفسهم يتلو عليهم اٰيٰته ويزكيهم ويعلمهم الكتٰب والحكمة وإن كانوا من قبل لفي ضلالٍ مبينٍ﴾ معلم اپنے مقدس پیشے میں بھی "العلماءُ ورثة الأنبياءِ" کا درجہ رکھتا ہے۔ لہٰذا مدرس اس کام کو پیشہ نہیں، بلکہ عبادت سمجھ کر انجام دے۔

عبادت میں اخلاص شرط اول ہے۔ دنیوی اخلاص اپنے نصابِ تعلیم، کتاب اور طلباء کے ساتھ وفاداری ہے۔ دینی طور پر اخلاص رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ تقویٰ اس کی اساس ہے۔ امام نوویؒ: تعلیم میں شرف، سعادت اور کامیابی ہے، خواہ کم ہو یا زیادہ۔ "تقویٰ" اور "قدوہ" دراصل ایک ہی چیز ہے، ایک دل میں ہوتا ہے، دوسرا اس کا عملی ثبوت ہے۔ ﴿أتأمرون الناس بالبر وتنسون أنفسكم وأنتم تتلون الكتٰب أفلا تعقلون﴾ قدوہ میں حسن منظر بھی شامل ہے، جس سے شخصیت قابل احترام ہو جاتی ہے۔ لباس، داڑھی سب مدنظر رکھنا چاہیے۔ انگریزی بال، ننگے سر یا بازاری ٹوپی سے شخصیت کمزور ہو جاتی ہے۔ عالم کو لباس وغیرہ میں عوام سے متأثر نہیں ہونا چاہیے؛ بلکہ ان پر مؤثر ہونا چاہیے۔

طلبہ کے مابین عمر، مال، اخلاق، ذہانت، محنت وغیرہ میں فرق ہوتا ہے۔ تعلیم دینے میں مساوات کا تقاضا یہ ہے کہ

کمزور پر خصوصی توجہ دے، اسے ساتھ لے کر چلنے کی کوشش کی جائے۔ ذہین، متوسط اور کمزور سب کو ساتھ لے کر چلنا پڑتا ہے۔کمزور کے ساتھ نرمی سے پیش آنا چاہیے۔دس فیصد جواب پر بھی شاباش دی جائے۔ڈنڈے کی ضرورت بھی کبھی پڑتی ہے؛لیکن یہ آخری حربہ ہونا چاہیے۔طالب علم کو کبھی احساسِ کمتری میں مبتلا نہیں کرنا چاہیے۔اگر کبھی اس کی حوصلہ افزائی کے لیے انعام دیا جائے تو بہت اچھا ہے۔

بھرپور تیاری: مطالعہ کرنا ضروری ہے۔بار بار پڑھائے گئے سبق کا بھی مطالعہ کیا جائے تو سوچ کے نئے زاویے کھلتے ہیں۔خصوصاً قرآن وحدیث سے ہر بار نیا مسئلہ استنباط ہوسکتا ہے۔ضروری نکات لکھنے کا فائدہ یہ ہے کہ مضمون وقت میں مکمل ہوگا، ترتیب مدنظر رہے گی۔کتاب سامنے رکھ کر عبارت پڑھ کر ترجمہ کرنے سے طلبہ کتاب سے منسلک ہوجاتے ہیں، جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتی ہے۔اسے حل کرتے ہیں۔

جدید طریقہ یہ ہے کہ پہلے درس کا خاکہ دیں، پھر اس مسئلے کو کتاب میں حل کریں تو آسانی سے سمجھ میں آئے گی۔

نصاب تعلیم کے ساتھ وفاداری کا تقاضا ہے کہ منہج کو مکمل کیا جائے۔اس کے لیے شروع سے رفتار پر کنٹرول رکھنا ضروری ہے۔بعض مدرسین شروع شروع میں زیادہ شرح کرتے رہتے ہیں، پھر آخر میں پہنچتے پہنچتے رفتار بڑھانے کی خاطر سبق کو گول مول کرتے ہیں۔دینی مدارس میں زیادہ تر الطہارۃ اور الصلاۃ پر خوب زور لگاتے ہیں۔آگے نکاح، بیوع، جنایات، رقاق وغیرہ پر طلباء کو عبور نہیں ہوتا۔یونیورسٹی میں طہارت اور نماز وغیرہ پر بہت کم بحث ہوتی ہے، معاملات پر زیادہ، کیونکہ کلاس میں ہر مسلک ومذہب کے طلباء ہوتے ہیں۔

وقت کی پابندی بھی مدرس کے لیے بہت ضروری ہے۔لیٹ آنے کی عادت بنے تو طلباء بھی لیٹ آتے ہیں۔کبھی اگلا پیریڈ بھی متأثر ہوتا ہے۔استاد اخلاقی طور پر طلباء کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔وقت ختم ہونے کے بعد سبق پر طلبہ توجہ نہیں دیتے۔

س: اس موضوع پر کوئی کتاب؟ ج: کتاب پڑھ کر کوئی "مثالی مدرس" نہیں بن سکتا۔**جامع بیان العلم وفضلہ** قابل مطالعہ ہے۔روزمرہ تدریس سے خود کی کوتاہی کو محسوس کرکے ازالہ کرنے کی کوشش کرکے "مثالی مدرس" بنیں۔

س: جو طالب سختی، نرمی دونوں سے راہ راست پر نہ آئے تو کیا لائحہ عمل ہونا چاہیے؟

ج: طالب علم کو دیکھ لیں، اس کی نفسیات کو پڑھ لیں۔اس کا پس منظر معلوم کرلیں۔شاید اس کو گھر اور معاشرے میں کوئی رکاوٹ ہوسکتی ہے۔یا صحت کا مسئلہ درپیش ہوسکتا ہے۔کلاس سے باہر بچے سے انفرادی بات کی جائے، وہ مانوس ہوجائے گا۔مطالعاتی دورہ وغیرہ میں بچے کھل کر بات کرتے ہیں۔

ڈاکٹر فضل الٰہی

اطاعت رسول ﷺ

﴿ومآ أرسلنا من رسول إلا ليطاع بإذن الله﴾ اسلام وایمان سے بڑھ کر قیمتی کوئی بھی چیز نہیں۔ "لآ إله إلا الله" کے بعد "محمد رسول الله" ﷺ کا نمبر ہے۔

۱: اللہ تعالیٰ نے مختلف زمانوں میں، مختلف بستیوں میں رسول مبعوث فرمائے۔ ہر آنے والے رسول ونبی کی بعثت، نبوت اور رسالت کا ہدف اور غرض وغایت سورۃ النساء ۶۴ میں بیان فرمایا۔ ما نافیہ، مِن جار، رسولٍ اسم نکرہ، اس عموم کو إلا سے محدود کر دیا۔ لیطاع میں لام تعلیل، یُطاعَ تصرف الٰہی کی غرض وغایت ہے۔ اس کے خلاف چلنا کتنی بری بات ہے؟! اطاعت رسول کے بغیر دعوت فضول ہے۔ أي: وما أرسلنا رسولاً لشيء من الأشياء إلا ليطاع بإذنه تعالى في طاعته. اسی حکم الٰہی کے مطابق رسول ﷺ کی اطاعت کرنا چاہیے۔ فطاعته طاعة الله تعالىٰ ومعصيتهُ معصيتهُ تعالىٰ. سورة النساء ۸۰ میں ارشاد فرمایا: ﴿مَن يُطع الرسولَ فقد أطاعَ اللهَ﴾ یہ ہے دین کی دعوت میں نبی کی حیثیت!

۲: ہر نبی اپنے وقت میں آیا۔ اس نے پہلا حکم اللہ کی عبادت کا اور دوسرا اپنی اطاعت کا دیا۔ سورۃ الشعراء میں انبیاء کرام کی دعوت: ﴿كذبت قوم نوح المرسلين إذ قال لهم أخوهم نوح ألا تتقون إني لكم رسول أمين فاتقوا الله وأطيعون ومآ أسئلكم عليه من أجر إن أجري إلا على رب العٰلمين فاتقوا الله وأطيعون﴾[۱۰۵-۱۱۰]

أنبیاء کرام تول کر بولتے ہیں۔ دو جملے بعد پھر تقویٰ اور اتباع سنت کا حکم دہرایا۔ حضرت ھود علیہ السلام نے فرمایا: ﴿إني لكم رسول أمين فاتقوا الله وأطيعون ......فاتقوا الله وأطيعون﴾ [۱۲۳-۱۳۱] حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا: ﴿إني لكم رسول أمين فاتقوا الله وأطيعون ......فاتقوا الله وأطيعون﴾[۱۴۱-۱۵۰] حضرت لوط علیہ السلام: ﴿كذبت قوم لوط المرسلين إذ قال لهم أخوهم لوط ألا تتقون إني لكم رسول أمين فاتقوا الله وأطيعون﴾[۱۶۰-۱۶۴] حضرت شعیب علیہ السلام: ﴿كذب أصحاب الأيكة المرسلين إذ قال لهم شعيب ألا تتقون إني لكم رسول أمين فاتقوا الله وأطيعون﴾ [۱۷۶-۱۸۰] امام ابن کثیرؒ:

﴿اتقوا الله﴾أي اعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا. ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ:

۱: دعوت میں اقرار رسالت کی حیثیت یہ ہے کہ اللہ نے اسے اطاعت ہی کے لیے بھیجا ہے۔

۲: آنے والے انبیاء نے ہر امت کو اپنی اطاعت کا حکم دیا۔

۳: آخری نبی ﷺ نے اپنی اطاعت کا حکم نہایت اہتمام سے دیا۔ابن مندہؒ عن جریرؓ : بايعنا رسولَ اللهِ ﷺ على شهادةِ أن لآ إله إلا الله وأن محمدا رسول الله.

۴: ہجرت کے ساتویں سال غزوہ خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو جھنڈا دیا۔مسلم عن أبي هريرة قال قال رسول الله: "......امشِ ولا تلتفت حتى يفتح الله عليك" فمشى عليٌ قليلا ثم وقف ولم يلتفت، فصرخ عليٌ "يا رسول الله! على ما أقاتل الناس؟......" خطرناک جہادی مہم پر جاتے جاتے کوئی ذاتی مسئلہ نہیں، مصلحت عامہ میں ضروری دینی سوال کیا، لیکن اطاعت نبوی میں پیچھے پلٹے، نہ گردن موڑی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "قاتلهم حتى يشهدوا أن لآ إله إلا الله وأن محمدا رسولُ الله."

دین کی دعوت میں دوسری ترکیز محمد رسول الله پر ہے۔حضرت علیؓ نے کامل اطاعت کی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اتباع نبوی کی برکت سے فتح پائی۔ ''ادب'' کے نام سے سنت کی مخالفت کرنا حکمت نہیں شیطانت ہے۔

عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذؓ کو یمن بھیجتے وقت فرمایا: "إنک تأتي قوما من أهل الكتاب، فليكن أول ما تدعوهم إلى شهادة أن لآ إله إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله" [بخاری]

چوتھی دلیل: ﴿يـٰأيها الذين امنوآ أطيعوا الله وأطيعوا الرسول ولا تبطلوآ أعمالكم﴾ [محمد۳۳] علامہ رازی: أي لا تبطلوا أعمالكم بترك طاعة الرسول ﷺ

لوگ اطاعت کرنے والوں کو ''گستاخ'' کہتے ہیں؛ کیونکہ ان کی حقیقت سے آشنائی ہوئی تو ہماری دوکانیں ٹھپ ہو جائیں گی۔کوئی سٹیٹ بینک کے جاری کردہ نوٹ کے بجائے اس سے بڑا اور خوبصورت نوٹ لے کر سودا خریدنے جائے تو جیل میں پولیس اس کی خاطر مدارات کرے گی۔ڈاکٹر کی دوائی پر مریض گالیاں دے تو مریض کا قصور ہے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں: تین صحابہؓ نے ازواج مطہراتؓ سے رسول اللہ ﷺ کی درونِ خانہ عبادت کی معلومات حاصل کیں۔پھر کہنے لگے: أين نحن من رسول الله ﷺ ! وقد غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تأخر، أما أنا فأصلي الليل ولا أنام، وقال الآخر: أما أنا فأصوم النهار ولا أفطر، وقال الآخر أما أنا فأعتزل

النساء فلا أتزوج . رسول اللہ ﷺ کو جب ان باتوں کی خبر دی گئی، تو منبر پر حمد وثنا کے بعد فرمایا: "ما بال أقوام يقولون كذا وكذا، ألا إني أتقاكم لله وأخشاكم له. ولكني أصلي وأرقد وأصوم وأفطر وأتزوج النساء، فمن رغب عن سنتي فليس مني." یہاں رغب عن سنتي کثرت عبادت کی غرض سے ہے۔نیت خالص ہے۔عمل دیکھنے میں اچھا ہے؛ لیکن ایک نقص ہے کہ اس پر "مہر نبوت" نہیں ہے، تو نتیجہ کیا نکلا؟ "فليس مني"

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: حضرت عثمان بن مظعونؓ کی بیوی آئی كانت تختضب وتطيب فتركته تو اس کی خستہ حالی دیکھ کر پوچھا: أ مشهدٌ أم غائب؟ قالت: مشهدٌ كمغيبٍ. فقلت لها ما لكِ؟ قالت عثمان لا يريد الدنيا ولا يريد النساء. بات آگے پہنچ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے عثمانؓ سے ملاقات کی تو بڑا سخت لہجہ اختیار فرمایا: "أ تؤمن بما نؤمن به؟" قال: نعم يا رسول الله! قال: "ما لك أسوة بنا؟" [مسند أحمد ح:٢٤٧٩٧ أرنؤط: صحيح لغيره]

۴: اللہ کے ہاں اعمال کی حیثیت مہر نبوت سے مشروط ہے۔اس بارے میں تنبیہات:

ا۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت دین کے بارے میں غیر مشروط ہے۔مخلوق میں سے کوئی بھی آپ ﷺ سے بلند تر نہیں۔سپریم کورٹ کو اپنے فیصلے میں کسی ماتحت عدالت کی حمایت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

۲۔ فرمانِ نبوی آجائے تو کسی اور کی بات پر توجہ ہی نہ دو۔حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ توریت کا نسخہ لے آئے اور بتایا: اے اللہ کے رسول! یہ توریت ہے۔آپ ﷺ خاموش رہے، عمرؓ نے پڑھنا شروع کر دیا۔حضرت ابوبکرؓ نے چہرہ نبوی پر غصے کے آثار بھانپ کر عمرؓ کو ڈانٹا: ثكلتك الثواكل، ما ترى بوجه رسول الله ﷺ؟ فقال عمرؓ: أعوذ بالله من غضب الله وغضب رسوله، رضيت بالله ربا وبالإسلام دينا وبمحمد رسولا. فقال ﷺ: "والذى نفسى بيده لو بدا لكم موسى فاتبعتموه وتركتمونى لضللتم عن سواء السبيل، ولو كان حيا وأدرك نبوتى لاتبعنى." [الدارمى وحسنه الألبانى فى المشكاة]

ایک پلڑے میں رسول اللہ ﷺ اور دوسرے میں ساری مخلوقات رکھ دی جائیں تو یقیناً آپ ﷺ کا پلڑا بھاری ہوگا۔حدیث نبوی کے مقابلے میں کسی مخلوق کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔امام نوویؒ: "إذا ثبت السنة لا تُترَكُ لتركِ بعض الناس أو أكثرهم أو كلهم لها." [شرح مسلم ٥٦/٨]

س: "كلهم" سے "اجماعِ امت" پر زد نہیں پڑتا؟ ج: (سنت صحیحہ کے خلاف اجماع منعقد ہو نہیں سکتا۔)

ڈاکٹر محمد انور

طرق التدريس

سب سے پہلے استاد کو بورڈ پر بسم اللہ، دن، تاریخ، عنوان سبق اور عناصر درس لکھنا چاہیے۔

العناصر العلمية التعليمية والتربوية : (تعلیم وتربیت کے عملی ارکان)

ا : الأهداف، ۲ : المحتوى، ۳: طرق التدريس، ۴: التقويم (مقاصد، موادِ علمی، طریقہ، جائزہ)

اگر تقویم یعنی جائزے میں ناکامی ہوئی تو یقیناً کہیں نہ کہیں نقص ہوگا؛ اس کا ازالہ ضروری ہے۔

طرق التدريس : النظام الذی يسلكه المدرس لتوصيل المادة الدراسية إلى أذهان الطلاب بأيسر السبلِ وبأجدى الأساليب وأقصر وقت وأدنى تكلفةٍ.

ماہرین نے تدریس کے چار طریقے بیان کیے ہیں:

ا : طريقة معتمدة على المعلم: الإلقاء، المحاضرة، الشرح، الوصف، القصة، ضرب الأمثال، العرض والتمثيل.

"إلقاء" میں مدرس پڑھتا اور طلباء سنتے ہیں۔ "تلقین" میں طلباء استاد کے پیچھے پڑھتے ہیں۔ یہ طریقہ قرآن کی تعلیم میں ضروری ہے۔ "**محاضرہ**" یعنی لیکچر، اس میں استاد عناصر درس کی تشریح کرتا ہے۔ "**شرح**" اگر مختصر عبارت سمجھ میں نہ آئے، تو تشریح کے ذریعے وضاحت کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**كل أمتي معافى إلا المجاهرين.**" پھر اس کی شرح میں فرمایا: "......**بات يستره ربه ثم أصبح يكشف ستره.**" "**وصف**" کسی ان دیکھی چیز کی وضاحت کے لیے دیکھی ہوئی چیز کی مثال دینا۔ رسول اللہ ﷺ نے **سدرة المنتهىٰ** کی وضاحت میں فرمایا: "**ورقها كآذان الفيل وثمرها كقلال هجر.**" اس بیان سے لوگ کچھ تصور کر سکتے ہیں۔ "**قصہ**" قرآن مجید میں واقعات وقصص ہیں۔ انہیں بیان کر کے عبرت اور سبق لینا۔ "**العرض والتمثيل**" مدرس عملاً کوئی چیز کر کے دکھلائے۔ مثلاً احرام باندھنے کا طریقہ، وضوء، رکوع وغیرہ "**صلوا كما رأيتموني أصلي**" اس کی بہترین مثال ہے۔

۲ : طريقة معتمدة على المعلم والمتعلم (المناقشة الصفية): استاد کے ساتھ پوری کلاس شریک ہو۔ مثلاً استاد سوال کرے اور طلباء جواب دیں۔ یا سوال کر کے جواب نہ پانے پر خود بیان کرے۔

(المناقشة الجماعية) طلباء کے گروپ بنا کر ان کے سامنے مسئلہ رکھے، اور وہ باہمی مشورے سے حل کرنے کی کوشش کریں۔ کبھی کلاس کو ایک اختلافی مسئلے پر گروپ بنا کر نکتہ نظر پیش کرنے کا موقع دیں۔ آخر میں استاد ہر گروپ کے بیان پر تبصرہ کر کے ترجیح یا جمع کی صورت واضح کرتا ہے۔ ایک نصرانی مشنری سکول میں ایک لیڈی ٹیچر نے اسی طریقے پر پڑھا کر کافی مقبولیت حاصل کی۔ "الطريقة الحوارية" مکالمہ کے ذریعے تعلیم دینا۔ اس میں استاد اور کئی طلبہ بات چیت کرتے ہیں۔ "المشاريع الجماعية" اجتماعی منصوبے، بڑی کلاسوں میں طلبہ کو مضاربت، PLS وغیرہ کے بارے میں کلاس سے باہر اپنے وسائل سے تحقیق کر کے صحیح موقف معلوم کرنے کی ذمہ داری لگائی جاتی ہے۔ حدیث کی تخریج کرائی جا سکتی ہے۔ "التعليم الخصوصي" ایک طالب علم زیادہ کردار ادا کرتا ہے۔ وہ کوئی عملی مظاہرہ کرتا ہے۔ خصوصاً دکتوراہ میں طالب علم کو لیکچر تیار کر کے پیش کرنے کو کہا جاتا ہے۔ پھر کلاس کے طلباء اس پر بحث کرتے ہیں۔ اور آخر میں استاد اپنا تبصرہ پیش کرتا ہے۔

۳: **طريقة معتمدة على المتعلم : الكتاب المبرمج** (درسی کتاب)، **الدراسة المستقلة** باقاعدہ کلاس کی پڑھائی۔ عربی زبان سکھانے کے لیے جدید سلیبس کی کتب بنائی جا سکتی ہیں۔ اقرأ بشیر سیالکوٹی کی، الكتاب الناشىء جامعة الملك سعود کی۔ الحقيبة المبرمجة التعليمية مثلاً گٹکے، جن پر حروف، اعداد وغیرہ لکھے ہوتے ہیں، جن سے ابتدائی طالب علم سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم صرف ونحو کے لیے بھی ایسی چیزیں بنا سکتے ہیں۔

الحاسوب : کمپیوٹر میں استاد کی رہنمائی سے طلباء کام کرتے ہیں۔ عربی میں بہت سے تعلیمی پروگرام ہیں۔ اور **موسوعات** میں ہزاروں کتابیں دستیاب ہیں۔ جن سے کم وقت میں زیادہ معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ آئندہ کمپیوٹر سے ناآشنا بالکل ناخواندہ شمار ہوگا۔ کمپیوٹر کے ساتھ پروجیکٹر لگا کر زیادہ آسانی سے سبق سمجھایا جا سکتا ہے۔

۴: **الطريقة التجريبية** (سائنسی علوم سے متعلق) اس میں لیبارٹری یا کھیت وغیرہ میں عملی کام کرایا جاتا ہے۔ کسی چیز کو سمجھانے کے لیے کاغذ وغیرہ سے کم خرچ تصویر، ڈیزائن وغیرہ کے ذریعے سبق سکھایا جا سکتا ہے۔

وسائل تدریس میں مباشر اور غیر مباشر الگ طریقے ہیں۔ مذکورہ بالا تمام طریقے مباشر ہیں۔ غیر مباشر یہ ہے کہ استاد اور شاگرد آمنے سامنے نہ ہوں۔ جیسے TV، انٹرنیٹ سے درس لینا۔ آن لائن درس تقریباً مباشر ہی ہوتا ہے، کیونکہ ایک دوسرے کی آواز سنتے ہیں۔

ڈاکٹر فضل الٰہی

دعوتِ دین کا میدان

عام تصور یہ ہے کہ دعوت دین کا میدان مسجد و مدرسہ ہے اور بس۔ اس سے باہر یہ ناپسندیدہ کام شمار کیا جاتا ہے۔ کتاب وسنت کی روشنی میں ان دونوں مراکز دعوت کے علاوہ دعوت دین کے میدانات بے شمار ہیں۔ فی الحال بارہ مقامات نوٹ کیے گئے ہیں:

ا: قید خانہ اس میں بھی دعوت کی کئی صورتیں ہیں: (ا) داعی اور مدعو دونوں قیدی ہوں:

﴿ودخل معه السجن فتيان قال أحدهما إني أراني أعصر خمرا وقال الأخر إني أراني أحمل فوق رأسي خبزا تأكل الطير منه نبئنا بتأويله إنا نراک من المحسنين﴾ انہوں نے حضرت یوسف ؑ کا حلیہ دیکھ کر اسے محسن سمجھا۔ یہ محض میک اپ نہیں، ڈرامہ نہیں کرنا ہے۔ ''احسان'' داعی کے رگ وریشے میں سرایت کر جائے تو بات بنتی ہے۔ اس کے بیان سے ﴿إني من المسلمين﴾ کی خوشبو آنا چاہیے۔

داعی کو وقت کی پابندی کرنا چاہیے۔ ﴿قال لا يأتيكما طعام ترزقانه إلا نبأتكما بتأويله قبل أن يأتيكما﴾ کلاس روم اور مسجد کے علاوہ لمبا لیکچر نہیں دینا چاہیے۔ بیان مختصر ہونا چاہیے۔ مدعو کو بتانا چاہیے کہ مجھے آپ کے وقت کا احساس ہے۔ اور یہ احساس عملاً ثابت کر دکھائے۔ ﴿ذلكما مما علمني ربي﴾ مدعوین کو اپنے رب سے جوڑنا چاہیے۔ اس میں محذوف ہے: ''یہ میرا کمال نہیں بس صرف اللہ کی توفیق ہے۔'' ﴿إني تركت ملة قوم لا يؤمنون بالله وهم بالأخرة كفرون واتبعت ملة اٰبآئي إبراهيم وإسحاق ويعقوب﴾ تمہید مختصر ہونا چاہیے۔ اسلوب تقابل سے ترجیح آسان ہو جاتا ہے۔ بضدها تتبين الأشياء یہاں ملت توحید اور ملت کفر کا موازنہ کیا گیا۔ ﴿ما كان لنا أن نشرک بالله من شيء﴾ آباء واجداد کی تقلید میں نہیں، بلکہ احقاق حق وابطال باطل مدنظر ہے۔ ﴿ذلک من فضل الله علينا وعلى الناس﴾ یہ عقیدہ توحید ہماری بہادری نہیں، جیسے فرمایا: ﴿بل الله يمن عليكم أن هداكم للإيمان إن كنتم صدقين﴾ محسن کا شکر ادا کرنا جانوروں میں بھی معروف ہے۔ ﴿ولكن أكثر الناس لا يشكرون﴾ یہی انسانی طبیعت بھی ہے، توحید پر ایمان شکرگزاری اور شرک سب سے بڑی ناشکری ہے۔ یہ ساری دعوت بالواسطہ Indirect ہے۔

﴿یا صاحبی السجن أ أرباب متفرقون خیرٌ أم الله الواحد القهار﴾ اب براہِ راست دعوت شروع ہوئی ہے۔اسلوب عاطفی عقل اور جذبات کو کھینچ لیتا ہے۔داعی اور مدعو کے درمیان تعلق کو بیان کیا: اس جیل میں تعلق یہ ہے کہ دونوں بند ہیں۔انبیاء کرام نے کافروں کو یاقوم فرمایا ہے۔اسلوب دعوت یہ بھی ہے کہ خود مدعو سے سوال کیا جائے، اسے بھی درس میں شریک کیا جائے۔نیز اس انداز میں دعوت کی بلندی کی طرف اشارہ ہے۔الواحد القهار جو اکیلا اور سب پر غالب ہے۔اس کے مقابلے میں: ﴿ما تعبدون من دونه إلآ أسماء سمیتموها أنتم وآبآء کم مآ أنزل الله بها من سلطٰن﴾، ﴿إن الحکم إلا لله أمر أن لا تعبدوا إلآ إیاه ذلک الدین القیم﴾ القیّم صرف ایک ہوتا ہے۔صراط مستقیم بھی ایک ہے۔﴿ولکن أکثر الناس لا یعلمون﴾ شرک کی بنیاد جہالت ہے اور توحید کی اساس علم ہے۔

مدعو قیدی اور داعی آزاد:

عن أبی هریرة أن النبی ﷺ أرسل إلی نجد ......ثمامة بن أثال...... یا ثمامة ما عندک؟ دیکھیے سب سے بڑا داعی خود چل کر کافر قیدی کے پاس دعوت لے آیا ہے۔داعی اپنا غرور جب تک ذبح نہ کرے، کامیاب نہیں ہوتا۔انسان کو اپنا نام پیارا ہوتا ہے۔چھوٹا اس پر خوش ہوتا ہے۔ہاں بڑے کو نام سے پکارنا بے ادبی ہے۔مدعو کی عزت نفس کا کچھ خیال رکھنا چاہیے، لیکن حد سے نہ گزرنے پائے۔اس نے کہا: **خیر، إن تقتل تقتل ذا دم، وإن تحسن تحسن علی شاکر، وإن أردت المال فاسئل ما بدا لک.** بنی حنیفہ بڑے مال دار تھے۔آپ ﷺ نے اس کا جواب دینا مناسب نہ سمجھا۔(اعلیٰ ترین پیشکش کی طلب تھی۔) کئی دن یہی سوال و جواب ہوتا رہا۔تحمل سے کام لیتے رہے اور مایوس نہ ہوئے۔آخر رہائی کا فیصلہ کیا تو غسل کر کے آیا اور کلمہ پڑھا۔کہا اب آپ کا چہرہ پسندیدہ، شہر پسندیدہ ہو گیا ہے۔اسلام انسان کے سوچ کا معیار بدلتا ہے۔مسلمان ہر چیز کو "معیارِ مصطفیٰ ﷺ" سے پرکھتا ہے۔ثمامہ: آپ کے سواروں نے پکڑ لیا، میں عمرہ کے لیے جا رہا تھا، اب کیا کروں؟ امتی بنا تو عمرہ بھی اپنی مرضی سے نہیں کرے گا۔فرمایا: عمرہ کرلو۔مکہ مکرمہ پہنچا تو لوگوں نے کہا: تو بے دین ہوا ہے؟ کہا: **إنی من المسلمین والله** پھر کہا: مکہ والو! اب نجد سے گندم کا ایک دانہ بھی محمد ﷺ کی اجازت کے بغیر نہیں آئے گا۔مسلمان کی معیشت بھی مصطفیٰ ﷺ کے دین پر ہوتی ہے۔

داعی قیدی، مدعو آزاد:

برطانوی مستشرق پروفیسر تھامس آرنلڈ Preaching of Islam میں کہتا ہے: وسطی افریقہ میں بلجیم

کی حکومت نے ایک عربی زعیم کو پھانسی کی سزا دی۔ موت سے قبل اس کے پاس ایک پادری کو بھیجا تاکہ اسے تسلی دے۔ عربی نے اپنی زندگی کی آخری گھڑیاں اس پادری کو دین کی دعوت دینے میں صرف کیا۔ اس کے نفسیاتی سکون نے اس پادری کو بہت متأثر کر دیا۔ جب بھی دعوت میں کوتاہی محسوس ہو، تو اس واقعے کو یاد کرو۔

۲۔ دعوت دین ایوانِ اقتدار میں
۳۔ دعوت دین عام جگہوں میں
۴۔ دعوت دین یہودیوں کے گرجے میں
۵۔ دعوت دین لوگوں کے گھروں میں
۶۔ دعوت دین میلوں میں
۷۔ دعوت دین راہ چلتے چلتے
۸۔ دعوت دین حالت سفر میں
۹۔ دعوت دین میدان جنگ میں
۱۰۔ دعوت دین مقابلے کے میدان میں
۱۱۔ دعوت دین قبرستان میں
۱۲۔ دعوت دین قبرستان سے گزرتے ہوئے

دعوت دین ایوانِ اقتدار میں:

حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ نے ایوانِ حبشہ میں توحید کا درس دیا۔

حضرت سعد بن مالک ؓ نے کسریٰ کے پاس دعوت کے لیے مغیرہ بن شعبہ ؓ کو وفد بنا کر بھیجا۔ رستم سپہ سالار کو تبلیغ کرنے کے لیے ربعی بن عامر ؓ کو بھیج دیا۔ شاہ اسکندریہ مقوقس کو عبادہ بن الصامت ؓ نے دعوت پیش کی۔

﴿اذهب أنت وأخوك بآياتي ولا تنيا في ذكري﴾ ذکر الٰہی میں سستی نہ کرنا، اگرچہ معجزہ ہاتھ میں ہو۔ غرور نہ کرنا۔ ذکر الٰہی قبولیت دعوت کے لیے مؤثر ہتھیار ہے۔ ﴿اذهبا إلى فرعون إنه طغىٰ﴾ جہاں جا رہا ہے، اس کے بارے میں معلومات ہونا چاہیے۔ ﴿فقولا له قولا لينا لعله يتذكر أو يخشىٰ﴾ نرمی بھی ہمیشہ نہیں، لیکن اصل منہج نرمی ہی ہے۔ اور سختی صرف استثنائی صورت میں ہے۔ فرعون سے بڑھ کر ظالم، عصائے موسیٰ سے بڑھ کر کوئی ہتھیار نہیں۔ ﴿لعله يتذكر أو يخشى﴾ داعی قبولیت کا امیدوار ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نتیجہ جانتا ہے، لیکن داعی کو امید کا حکم دیا۔ ﴿قالا ربنا إننا نخاف أن يفرط علينا أو أن يطغىٰ﴾ داعی حوصلہ رکھے، ڈرنا ایمان کی نفی نہیں، لیکن ڈر کے مارے بیوی کے پاس نہ لوٹے۔ ﴿قال لا تخافا إنني معكما أسمع وأرى﴾ اے اللہ! یقین عطا فرما۔

ڈاکٹر فضل الٰہی

شبهات حول الدعوة وحقيقتها

﴿يـٰأيها الذين امنوا إن تنصروا الله ينصركم﴾، ﴿إن ينصركم الله فلا غالب لكم وإن يخذلكم فمن ذا الذى ينصركم من بعده﴾، ﴿ولينصرنّ الله من ينصره إن الله لقوى عزيز﴾، ﴿الذين إن مكناهم فى الأرض أقاموا الصلوٰة واتوا الزكوٰة وأمروا بالمعروف ونهوا عن المنكر﴾

نصرت الٰہی کے اسباب میں سے پہلا سبب دعوتِ دین ہے۔ دشمن اس دعوت کو مٹانا چاہتے ہیں۔ بہت سے اچھے لوگ شیطان کا چیلا نہیں بننا چاہتے؛ لیکن کوتاہی وغفلت، بلکہ ترک کے مرتکب ہیں۔ ان غلط فہمیوں کا ازالہ ہونا چاہیے:

ا۔ "ہم میں خامیاں ہیں، کس منہ سے دعوت دیں؟" جب ٹھیک ہو جائیں گے تو ان شاء اللہ دین کی دعوت دیں گے۔"

اگرچہ نیک نیتی سے کہی گئی ہو، تب بھی غلط بات معاف نہیں ہو سکتی۔ آدم علیہ السلام نے ہمیشہ جنت میں رہنے کے لیے ممنوعہ پھل کھایا تھا تو تھپیڑ مار کر نکال دیا۔ یہ اہل حدیث اور دوسروں کا فرق ہے۔ نیک نیتی کے باوجود جس عمل پر "خاتم نبوت" نہ ہو وہ باطل ہے۔ ﴿أ تأمرون الناس بالبر وتنسون أنفسكم وأنتم تتلون الكتٰب أفلا تعقلون﴾ [البقرة ٤٤]، ﴿يـٰأيها الذين امنوا لِمَ تقولون ما لا تفعلون كبر مقتا عند الله أن تقولوا ما لا تفعلون﴾ [الصف] حديث: خطباء امت جہنم میں اپنی آنت کے گرد رہٹ کے گدھے کی طرح چکر لگاتے ہوئے: "كنت آمركم بالمعروف ولا آتيه وأنهاكم عن المنكر وآتيه" عقل: "فاقد الشيء لا يعطيه"

ا: ﴿أ تأمرون الناس بالبر وتنسون أنفسكم﴾ میں دو باتیں ہیں: ایک کام محمود ہے، دوسرا مذموم۔ مذمت قابل تعریف چیز کی وجہ سے نہیں ہو سکتی۔ حضرات مفسرین صدیوں سے پکار رہے ہیں۔ قرطبیؒ: اعلم وفقك الله أن التوبيخ فى الآية بسبب ترك فعل البر وليس بالأمر بالبر. ابن كثيرؒ: وليس المراد ذمهم على أمرهم بالبر مع تركهم له بل على تركهم له.

۲: اگر بچہ نحو میں ۹۰ نمبر لے اور حدیث میں ۲۵، تو اس سے کہا جائے گا: شاباش نحو میں کامیاب رہے، لیکن حدیث میں شرم کرو اور آئندہ محنت کرو۔ ترك أحد الواجبين ليس مبررا لترك الواجب الآخر. أبوبكر الجصاص: وجب أن لا يختلف فى وجوبه البرُّ والفاجرُ (فى وجوب الأمر بالمعروف والنهى عن

المنكر)، لأنّ تركَ الإنسان لبعض الفرض لا يُسقط عنه فروضًا غيرَه. ألا ترى أن تركه للصلاة لا يسقط عنه فرضَ الصيام وسائرَ العبادات ؟!

۳۔ اگر اس قاعدے کو تسلیم کیا جائے تو دین کی دعوت کون دے؟ سعید بن جبیرؒ: ولو كان المرأ لا يأمر بالمعروف ولا ينهى عن المنكر حتى لا يكون فيه شيءٌ، ما أمر أحدٌ بالمعروف ولا نهى أحدٌ عن المنكر. "اور شیطان کو کیا چاہیے؟!" امام مالکؒ نے سن کر فرمایا: صدق، من ذا الذي ليس فيه شيء؟

۴۔ خود ناقص ہے، تو دوسروں کی تکمیل کیسے کرے گا؟

جواب: یہ دونوں لازم وملزوم نہیں ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کامل تھے، بیوی اور بیٹے پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ: "عرضت عليّ الأمم فرأيت النبي ومعه الرهيط والنبي ومعه الرجل والرجلان والنبي وليس معه أحد" [مسلم] نبی تو ہمیشہ اکمل البشر ہوتا ہے۔ خلیل الرحمٰن علیہ السلام کی دعوت سے باپ کو، لوط علیہ السلام کی تبلیغ سے بیوی کو فائدہ نہ ہوا۔ خاتم النبیین ﷺ کو چچا سے علی ملة عبد المطلب جواب ملا۔

اور اللہ چاہے، تو ناقص کی بات سے بھی اثر ہوسکتا ہے۔ عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ "إن اللهَ ليؤيد هذا الدين بالرجل الفاجر" وفي رواية: "بأقوام لا خلاق لهم" [بخاری]

۵. دو باتوں کا فرض ہونا اور ایک چیز کا دوسرے کے لیے شرط ہونا الگ الگ ہیں۔ وضو فرض ہے، نماز فرض۔ وضو نماز کے لیے شرط ہے۔ ظہر فرض ہے عصر فرض، ایک دوسرے کے لیے شرط نہیں۔ کسی نے ظہر نہیں پڑھی، اسے عصر پڑھنے سے روکا نہیں جائے گا۔ وضو کے بغیر مسجد میں آیا ہے، تو نماز سے روکا جائے گا۔ عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ: "من يأخذ عني هؤلاء الكلمات فيعملُ بهن أو يعلِّمُ مَن يعملُ بهن......" اگر عمل کرنا شرط ہوتا تو تبلیغ کی ترغیب نہ دیتے۔

(۲) لوگ مانتے نہیں، تو خواہ مخواہ تبلیغ کیوں کریں!

الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر فرض ہے۔ اللہ نے اس کی فرضیت کے لیے لوگوں کا ماننا شرط نہیں رکھا ہے۔ ﴿إن الذين كفروا سوآء عليهم أ أنذرتهم أم لم تنذرهم لا يؤمنون﴾ [البقرة] ﴿فإن توليتم فاعلموا أنما على رسولنا البلاغ المبين﴾ [المائدة ۹۲]، ﴿فذكر إنمآ أنت مذكر لست عليهم بمسيطر﴾ [الغاشية]، ﴿إذ قالت أمة منهم لِمَ تعظون قوما الله مهلكهم أو معذبهم عذابا شديدا

قالوا معذرةً إلى ربكم ولعلهم يتقون﴾ [الأعراف] حرمتِ یوم السبت میں تین گروہ ہوئے: (۱) برا، (۲) مبلغ، (۳) "سیانے، دانشور" جنہوں نے مبلغین پر اعتراض کیا کہ خواہ مخواہ تبلیغ کرتے کیوں پھرتے ہو؟

"وہ نہیں مانیں گے" یہ علم غیب ہے۔ ﴿إن الله عنده علم الساعة ...... وما تدرى نفس ما ذا تكسب غدا وما تدرى نفس بأى أرض تموت﴾ عن أبى موسى قال قال رسول الله ﷺ: "مثل القلب مثل الريشة تقلبها الرياح بأرض فلاة" [ابن ماجه] وما سمى القلب إلا أنه يتقلب. انسان کا دل قلا باز ہے، کبھی اللہ کی طرف، کبھی شیطان کی طرف۔ عن سهل بن سعد قال قال رسول الله ﷺ: "إن العبد ليعمل فيما يرى الناسُ عملَ أهلِ الجنة وهو من أهل النار، وإن العبد ليعملُ فيما يرى الناسُ عملَ أهلِ النار وهو من أهلِ الجنة، وإنما الأعمال بخواتيمها" [بخاری]

تاریخ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے کتنے سخت دشمن مسلمان ہوئے۔ ان کی بہن رضی اللہ عنہا اور بہنوئی رضی اللہ عنہ ان کے اسلام کے سبب بنے؛ لیکن وہ ان دونوں سے سبقت لے گئے! ﴿لقد كان لكم فى رسول الله أسوة حسنة﴾ آپ طائف تشریف لے گئے، کوئی نہ مانا...... اس مظلومیت اور بے بسی میں بھی پہاڑوں کے فرشتے کو کچلنے کی اجازت نہ دی: بل أرجو أن يخرج اللهُ من أصلابهم مَن يعبدُ الله وحده" [خ م عن عائشة رضی اللہ عنہا]

۳. ﴿فذكر إن نفعت الذكرى﴾ یہ شرطِ نصیحت نہیں؛ بلکہ اس میں ایک ضد کا بیان ہے۔ یعنی: "...... أو لم تنفعْ" پھر لوگوں کے قبول کرنے کی شرط تو "تکلیف مالا یطاق" ہے۔ کون مانے گا کون نہیں، یہ تو اللہ کے رسول ﷺ بھی نہیں جانتے۔ آپ ﷺ نے کبھی نہ ماننے کی وجہ سے تبلیغ نہیں چھوڑی۔

ڈاکٹر محمد انور

"البدعة" مفهومها وخطورتها

"بدعت": (نئی چیز) العز بن عبدالسلامؒ: فعل ما لم يعهد فى عصر الرسول ﷺ. اس میں "دین" کی شرط مفقود ہے۔ ما أحدث فى الدين مما لا أصل له فى شريعة الإسلام اصل الدین سے مراد قرآن مجید، حدیث شریف، اجماع امت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حتیٰ کہ تابعینؒ بھی شامل ہیں۔ (قرون مفضلہ کی فضیلت کی وجہ سے)

البرکتی البنغالی: الأمر المحدث الذی لم یکن علیه الصحابة والتابعون، ولم یکن مما اقتضاه الدلیل الشرعی.

دنیوی معاملات اور اشیاء میں اصل حکم ''اباحت'' ہے۔

بدعت کی قسمیں: (۱) بدعت مکفرہ: وہ خودساختہ عقیدہ وعمل جو بندے کو دین سے خارج کردے۔ مثلاً کسی مخلوق کو اللہ کی صفات دے کر پکارنا، جیسے سندھ میں ایک قبر کا طواف کیا جاتا ہے۔

(۲) بدعت غیر مکفرہ: یہ بندے کو فاسق اور مرتکب کبیرہ بناتا ہے۔ مثلاً ''عید'' میلاد النبی، ظہر احتیاطی، تأخیر افطار، نصف شعبان کو چراغاں کرنا، مختلف مناسبات کی مجلسیں، اذان وکلمہ وغیرہ میں اضافہ۔

ڈاکٹر محمد انور: بدعت کی ایک قسم اس سے بھی ہلکی ہے، مثلاً: محفل میلاد، جس میں نعت وغیرہ پڑھی جائے۔

تاریخ ظہور بدعت

خلفاء راشدین ﷺ کے آخری دور میں تشیع، خروج، قدر، ارجاء وغیرہ ظاہر ہوئے۔ تشیع کوفہ میں شروع ہوا، قدر بصرہ میں، نصب شام میں، جہم خراسان میں۔ سرزمین حجاز میں صحابہ کرام ﷺ کے بکثرت وجود پر جھود اور فضیلت کی وجہ سے بدعات کا ظہور نہ ہوا۔

اسبابِ ظہور بدعت

۱: اتباع الھوی: جیسے بدعتی کہتے ہیں: مجھے یہی اچھا لگتا ہے، آخر اس میں حرج کیا ہے؟

۲: تعصب: جو کام کسی سے شروع ہوتا ہے، اکثر اس کے بانی کا مقصد جہالت یا کوئی معروضی حالت یعنی عذر ہوتا ہے۔ بعد میں اس شخص کے چیلے اس کو باقاعدہ شریعت کی حیثیت دیتے ہیں۔ پھر مخصوص رنگ ڈھنگ، لباس، حجامت، ٹوپی وغیرہ بطور نشانی اختیار کر کے اسے فرقہ بنالیا جاتا ہے۔ اپنی پارٹی کی نشانی کے طور پر جیکٹ، رومال، بال، شلوار، وغیرہ رکھ لیتے ہیں۔ ان کا اصل حکم تو ''اباحت'' ہے؛ لیکن شاید آئندہ یہ کسی بدعت کی سنگ بنیاد ثابت ہو سکتے ہیں۔ جیسے تبلیغی جماعت کا سہ روزہ، شب جمعہ، چلہ، سالانہ اجتماع۔ اس وقت بعض اہل حدیث مساجد میں تراویح کا خصوصی اہتمام، اعتکاف کے لیے مخصوص مساجد میں ہزاروں لوگوں کا ہجوم وغیرہ دیکھنے میں آتا ہے۔ یہ آغاز ہے، شاید بعد میں کسی اور مسجد کو بھی خصوصی عقیدت حاصل ہوجائے۔ لا تشد الرحال إلا إلی ثلاثة مساجد'' اصل میں اعتکاف عبادت کے

لیے خلوت میں رہنا ہے۔

دو رکعت نفل ممنوعہ وقت کے سوا جب پڑھیں، جائز ہیں۔ جب اس کے لیے وقت یا جگہ مخصوص کی جائے تو بدعت ہے۔ سعید ابن المسیبؒ نے ایک شخص کو طلوع فجر کے بعد نفل پڑھتے دیکھا تو حدیث سنائی: "لا تصلیٰ بعد الصبح إلا رکعتین" اس نے کہا: کیا اللہ مجھے نماز پر عذاب دے گا؟ کہا: عذاب نماز پر نہیں، سنت کی مخالفت پر دے گا۔ بندہ جتنا علم سے دور ہوگا، اتنا ہی اس کے بدعت میں پڑنے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔

ایجادِ بدعات میں خواہشات کی پیروی کا بہت زیادہ دخل ہوتا ہے۔ غلو فی الصالحین بھی ایک بڑا سبب ہے۔

بدعات کے خطرات اور مقاصد

۱: جتنی بدعت ہوا تنی ہی سنت سے دوری ہوگی۔ "ما أحدث قوم بدعة إلا رفع مثلها من السنة، فتمسک بسنة خير من إحداث بدعة" [احمد ب:ض]

۲: بدعات کی وجہ سے جہالت پھیلتی ہے۔ لوگ دیکھا دیکھی عمل کرتے ہیں اور تحقیق ختم ہو جاتی ہے۔

عبداللہ روپڑیؒ: اس وقت ملاوٹ شدہ غذا کے استعمال کی عادت کی وجہ سے لوگوں سے خالص دودھ اور گھی ہضم نہیں ہوتا۔ اسی طرح لوگ بدعات کے شیدا ہو کر سنت سے دور ہو جاتے ہیں۔

۳: بدعات کی وجہ سے غلو، تکفیر اور خونریزی تک نوبت آتی ہے۔ خارجیوں نے اسی بنا پر صحابہ ﷺ سے جنگ کی۔

۴: بدعات معاصی سے زیادہ خطرناک ہیں۔ کیونکہ گناہگار کبھی توبہ کرے گا، لیکن بدعتی کارِ ثواب سمجھنے کی وجہ سے توبہ سے محروم ہوتا ہے۔ وہ اصلاح کی طرف نہیں آتا...... "وہابی" کہ کر بات ہی نہیں سنتا۔

۵: بدعتی کا ہر عمل، یا متعلقہ عمل باطل ہو جاتا ہے۔ ﴿قل هل ننبئكم بالأخسرين أعمالا الذين ضل سعيهم في الحيوٰة الدنيا وهم يحسبون أنهم يحسنون صنعا﴾

۶: حوض کوثر سے "إنک لا تدری ما أحدثوا بعدک" کے جواب میں "سحقا سحقا لمن غير بعدی" کا سامنا ہوگا۔ وضو اور نماز کی وجہ سے اعضاء کی چمک ہوگی؛ لیکن بدعت کی وجہ سے یہ محرومی ہوگی۔

بدعات سے بچانا

۱: داعی لوگوں کو سنت کی اہمیت جتلائیں۔ ﴿لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة﴾ ﴿قل إن

كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم﴾ حديث العرباض بن سارية ؓ

۲: ﴿الذين ضل سعيهم في الحيوٰة الدنيا﴾، ﴿وقدمنا إلى ما عملوا مِن عملٍ فجعلناه هباء منثورا﴾، ﴿عاملة ناصبة تصلى نارا حامية﴾ "من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد" "من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد" "كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار" خطبہ مسنونہ کی تعلیمات کو عام کریں۔ جسے رسول اللہ ﷺ ہر موقع پر اہتمام سے پڑھتے تھے۔

۳: بدعتی کہتے ہیں: قرآن سمجھنے کے لیے ۱۴-۱۸ علوم کی ضرورت ہوتی ہے۔ بڑوں کا کلام بڑے ہی سمجھتے ہیں۔

جواب: ﴿ولقد يسرنا القرآن للذكر فهل من مدكر﴾ ﴿أفلا يتدبرون القرآن أم على قلوب أقفالها﴾

۴: ﴿واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا﴾ "عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي عضوا عليها بالنواجذ"

۵: نبی کریم ﷺ کی عظمت، صحابہ کرام ؓ کی شان، تابعینؒ کے فضائل پر زور دیں۔ ﴿والسابقون الأولون من المهٰجرين والأنصار والذين اتبعوهم بإحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه﴾

۶: لوگوں پر لازم ہے کہ مسئلہ علماء سے پوچھا کریں اور دلیل بھی طلب کریں۔ ﴿فاسئلوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون بالبينٰت والزبر﴾ [النحل ٤٣، ٤٤]

۷: لزوم الجماعة ضروری ہے۔ یعنی صحابہ ؓ وتابعینؒ سے مربوط رہیں۔

۸: اپنے سینے کو حسد، بغض، تعصب، دھوکہ، کینہ سے پاک کریں، اس سے قبولیت حاصل ہوگی۔

بدعات کی شرعی حیثیت

بدعت اختیار کرنا حرام ہے، گناہ کبیرہ ہے۔ بدعات کے خاتمے کے لیے "من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فإن لم يستطع فبلسانه فإن لم يستطع فبقلبه" [مسلم] ﴿ولا تعاونوا على الإثم والعدوان﴾

بدعات کی تین صورتیں

۱: بدعت شدیدہ، جو بدعت کا داعی ہے۔ اس کے ازالے کے لیے ﴿وتعاونوا على البر والتقوى﴾

۲: بدعت غیر مکفرہ، جو بدعت کا داعی نہ ہو، لیکن اعلانیہ ارتکاب کرتا ہو۔ اس کی شدت کے حساب سے اس کی مذمت اور اس کے ازالے کی کوشش کرنا چاہیے۔ خاموشی مکروہ ہے۔

۳: بدعت خفیفہ ہو اور خفیہ بھی ہو، یعنی سر عام نہ کرے اور کسی کو دعوت بھی نہ دے۔

امام ابن تیمیہؒ، ابن القیمؒ اور ابن رجبؒ وغیرہ کے نزدیک اس پر سر عام تبصرہ نہ کریں۔ کیونکہ وہ اس کے ردعمل میں اپنی بدعت ظاہر کرے، تو کچھ اس کے حامی بھی بن جائیں گے۔ اسی کو سمجھانا چاہیے۔

فضیل بن عیاضؒ: **من أحب صاحب بدعة أحبط الله عمله وأخرج نور الإسلام من قلبه.**

ابن تیمیہؒ: **مثل أهل البدع من أهل المقالات المخالفة، فإن بيان حالهم وتحذير الأمة منهم واجب باتفاق المسلمين. سئل أحمدؒ عن رجل من أهل البدع ورجل يخالطه ما الحكم فيه؟** کہا: پہلے اسے سمجھاؤ کہ اس کے پاس نہ جایا کرو، اگر نہ مانے تو اسے بھی بدعتی شمار کرو، اس کی عیادت نہ کرو اور اس کا جنازہ نہ پڑھو۔

بدعات سے متعلق شبہ: ''بدعت حسنہ''

قول عمرؓ: نعمت البدعة هذه یہ نماز تراویح باجماعت قائم کر کے فرمائی ہے۔ جو خود رسول اللہ ﷺ نے کئی دن کیا تھا، پھر فرضیت کے خوف سے چھوڑا تھا۔ شرعی اصطلاحی بدعت میں ''حسنہ'' کا تصور ہی ممکن نہیں۔ بدلیل حدیث: ''**كلُّ بدعةٍ ضلالةٌ**'' ابن رجبؒ: یہ حدیث قاعدہ کلیہ ہے۔

بدعت ''**مالا أصل له في الشريعة**'' ہے۔ قرآن مجید کو مصحف میں جمع کرنا؛ اس پر اجماع صحابہ ہے۔ اس کی اصل بھی ہے کہ وحی نازل ہونے پر کاتب کو بلا کر لکھواتے تھے۔

س: بیس رکعت تراویح؟

ج: یہ حضرت عمرؓ سے ثابت نہیں ہے۔ **أبی بن کعبؓ کان یصلی بهم عشرین لیلة.** موطا میں: **عشرین رکعة** اور **إحدى عشرة رکعة** دونوں ہے، **عشرین رکعة** کی روایت منقطع ہے۔

س: تقلید بدعت ہے؟

ج: تقلید شاہ ولی اللہؒ کے بقول چوتھی صدی ہجری کے بعد پیدا ہوئی ہے۔ خود ائمہ نے تقلید سے منع کیا ہے۔ یہ شخصی تعصب ہے۔ اگر تقلید کی بنیاد پر کوئی حدیث نبوی پر قولِ فقیہ کو ترجیح دے تو رسالت کی شہادت کا کیا بنے گا؟!

اسلافؒ کے کسی فقیہ سے نسبت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ جیسے امام نوویؒ شافعی کہلائے، امام ابن تیمیہ حنبلی کہلائے یہ لوگ محقق تھے۔ جو جاہل ہو وہ اپنے امام اور مفتی سے پوچھے گا۔ اگر مفتی بلا دلیل بیان کرے تو اس کو ماننے والا مقلد ہے۔ لہٰذا تقلید کو مطلقاً بدعت نہیں کہا جائے گا۔ کیونکہ اسے بطور ثواب اختیار نہیں کیا جاتا، مجبوری دکھا کر اختیار کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد انور

دعوت الی اللہ میں امامت اور خطابت کا کردار

ا: امام وخطیب اپنے فرض کی ادائیگی میں رسول اللہ ﷺ کا نائب ہے۔"**العلماء ورثة الأنبياء**" اسی حوالے سے اس کو"منبر رسول" کہتے ہیں۔امام وخطیب سب سے بڑھ کر ذمہ دار ہے کہ اپنے منہ سے ایسی بات ہرگز نہ نکالے جو نیابت رسول ﷺ کے منافی ہو۔

۲: مسجد کی حیثیت: ﴿**في بيوتٍ أذن الله أن ترفع**﴾، ﴿**إنما يعمر مساجد الله من امن بالله واليوم الأخر ولم يخش إلا الله فعسىٰ أولٰئك أن يكونوا من المهتدين**﴾

۳: امام وخطیب ﴿**أسس على التقوىٰ**﴾ کی شرط پر مسجد قائم کرتا ہے،اور اسی اساس پر اس کی ذمہ داری سنبھالتا ہے۔"**الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن**"

۴: امام وخطیب پہلا معلم ہے،ماں کے بعد عام لوگ اسی سے سیکھتے ہیں۔مسلمان بچہ سکول سے پہلے مسجد جاتا ہے۔یہیں سے اس کی دینی رہنمائی ہوتی ہے۔

۵: رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین ؓ نے مسجد کو اصلاح معاشرہ کا مرکز بنایا۔یہی عبادت گاہ، پارلیمنٹ، مدرسہ، کمرہ عدالت،فوجی مرکز اور بیت المال کا دفتر تھا۔

امام وخطیب کی تنخواہ: **الأجرة على القربات** شروع میں اکثر کے نزدیک ناجائز تھا۔"**اتخذ مؤذنا لا يأخذ على أذانه أجرا**"،بعض لوگ اس کے لیے ﴿**لا تشتروا بايٰت الله ثمنا قليلا**﴾ سے استدلال کرتے ہیں۔متأخر زمانے میں اکثر علماء اسے جائز سمجھتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے خود حضرت ابومحذورہ ؓ کو درہموں کی پوٹلی عنایت فرمائی تھی۔حدیث ابی سعیدؓ میں"**إن أحق ما أخذتم عليه أجرا كتابُ الله**" حضرت عمرؓ نے مدرسین کی تنخواہیں مقرر فرما رکھی تھیں۔دراصل یہ اس عمل کی نہیں، پابندی وقت کی اجرت ہے۔

خطبہ جمعہ مسلمانوں کی ہفتواری تعلیم ہے۔﴿......**فاسعوا إلى ذكر الله**﴾ "**فإذا خرج الإمام طووا صحفهم يستمعون الذكر**" خطبہ شروع ہونے کے بعد آنے والے کو جمعہ کا اضافی ثواب نہ ملے گا۔تین جمعے نہ ہوں تو دل کالا ہو جاتا ہے۔ان احکام کا مقصد لوگوں کو حاضر کرنا ہے۔

خطبہ حالات اور معاشرے کی ضرورت کے مطابق ہونا چاہیے۔عام ضرورت کے مسائل کا بیان بھی ضروری ہے۔

درس صحیح معلومات پر مشتمل ،مختصر اور ہفتہ میں حالات کے مطابق ایک سے تین بار تک ہونا چاہیے۔"كان رسول الله ﷺ يتخولنا في الموعظة كراهة السآمة علينا"

س: نماز کا وقت مقرر کرنا امام کا کام ہے یا نمازیوں کا؟

ج: امام کا کام ہے، لیکن اس کو چاہیے کہ نمازیوں کی سہولت کا خیال رکھے۔ان کی خاطر آدھ گھنٹہ تک تأخیر کی جا سکتی ہے۔"إذا رآهم أبطأوا تأخر" پھر نمازیوں کی تعداد کا اجر وثواب پر بھی اثر ہے:"صلاة الرجل مع الرجل أزكى من صلاته وحده......وما كثر فهو أحب إلى الله" [أبو داؤد والنسائي وحسنه الألباني]

امام نمازیوں اور مسجد کے درمیان مضبوط تعلق قائم کرے۔نماز میں نہ آنے والے کے بارے میں پوچھے۔عیادت کرے،خیال رکھے۔حضرت عمرؓ نے فجر میں غیر حاضری پر سلیمان بن ابی حثمہؓ کے گھر جا کر ماں سے پوچھا تو کہا:إنه بات يصلي، فغلبته عيناه فقال:لأن أشهد صلاة الصبح في الجماعة أحب إلى من أن أقوم ليلة. [موطا]

مسجد میں بورڈ پر روزانہ کوئی آیت یا حدیث لکھنا چاہیے،کسی بھی وقت آنے والا پڑھے گا۔

حافظ مقصود احمد

دعوت کے اسباب ووسائل اور دورِ جدید میں دعوت پھیلانے کے طریقے

﴿وما أرسلنك إلا كآفة للناس بشيرا ونذيرا ولكن أكثر الناس لا يعلمون﴾ رسول اللہ ﷺ کا کام مشترکہ منہج کے باوجود تمام انبیاء کرام کے کام سے نمایاں خصوصیت رکھتا ہے۔آپ ﷺ نے بلا واسطہ، بالواسطہ بیان،خطوط اور سفارت کاری کے ذریعے دنیا کی آبادی تک اسلام کی دعوت پہنچائی۔آج دنیا Global village ہے۔﴿أولم يروا أنا نأتي الأرض ننقصها من أطرافها﴾ مفسرین کہتے ہیں کہ اہل کفر پر زمین تنگ ہو رہی ہے۔اور دولت اسلامیہ پھیل رہی ہے۔ اس آیت سے موجودہ وسائل ابلاغ پر بھی استدلال کیا جاسکتا ہے۔﴿هو الذى أرسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله﴾ اس مقصد کے لیے ہر ممکن وسیلہ اختیار کیا۔اسی طرح ﴿إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحفظون﴾ کی خاطر پریس،ٹیپ وغیرہ کا استعمال بھی ہے۔

﴿إن تنصروا الله ينصركم﴾ یعنی "اللہ کے دین کی نصرت کرنا" دین کو بین الاقوامی بنانے کے لیے کام کرنا بھی شامل ہے۔ اسلام کو حجت ودلیل کے لحاظ سے غلبہ ہے اور رہے گا۔ تعداد اور مادی طاقت کے لحاظ سے غلبہ ضروری نہیں۔ اس وقت مسلمان مغلوب اور کمزور ہیں، اسلام نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے اسالیب دعوت

ا: مدینہ میں قوت وشوکت فراہم ہوئی تو دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کو دین کا پیغام پہنچایا۔ اس زمانے میں کسی بادشاہ کو خطاب کرنا کوئی معمولی کام نہ تھا۔ حتیٰ کہ کسریٰ نے گرفتاری کے لیے پولیس بھیجی۔ اتنے میں شہزادے نے اسے ہلاک کر دیا۔ کفار کی طرف خطوط میں "**إلى كسرى عظيم فارس، إلى قيصر عظيم الروم، إلى مقوقس عظيم القبط، إلى النجاشي عظيم الحبش**" لکھا۔ بعض خطباء حکمرانوں کو گھٹیا انداز میں پکارتے ہیں۔ یہ سنت کے خلاف ہے، اور اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

ان کی زبان سیکھنے کی ضرورت ہوئی تو زید بن ثابتؓ کو عبرانی سیکھنے کا حکم دیا۔ اگر اسلام کی تبلیغ کی نیت سے انگلش سیکھیں تو ثواب ہے۔ بادشاہوں کو خط لکھنے کے لیے ضرورت ہوئی تو مہر بھی بنوالی۔ کیونکہ جب تک وہ ہمارا خط نہ پڑھیں اتمام حجت نہیں ہوسکتی۔ دعوت دین کی راہ میں حائل رکاوٹوں کے ازالے کے لیے جہاد فی سبیل اللہ بھی قائم فرمایا۔ موجودہ دور میں صحابہ کی طرح جہاد کا انداز ممکن نہیں۔ بین الاقوامی قانون میں سرحدی حدود سے تجاوز کرنا منع ہے۔

علماء کے لیے دعوت کا میدان وسیع اور لامتناہی ہے، اسے کوئی بند نہیں کرسکتا۔ سوس میں ستر سال سے مسجد اور قرآن لانے پر پابندی تھی، اب انٹرنیٹ کے ذریعے قرآن کا پیغام پہنچ رہا ہے۔ اس کے ذریعے بات، مناظرہ اور تبلیغ وتعلیم وسیع پیمانے پر پھیل سکتی ہے۔ نیٹ پر بہت سے مدارس ملتے ہیں، جہاں سے علماء اور قاری دنیا بھر میں تعلیم دیتے ہیں۔ زیادہ تر یہ تعلیم کمرشل ہے، اگر اسے اخلاص سے مزین کیا جاسکے تو بہت فائدہ ہوگا۔

انٹرنیٹ کا نقصان یہ ہے کہ اس کے اندر اتنی زیادہ خرابیاں ہیں جن کی پیش بندی نہ کی جائے تو ہزاروں خباثتیں ہمارے گھروں کے اندر بھی آسکتی ہیں۔ خاص طور پر بارہ سے پچیس سال کے نوجوانوں کو اس کے غلط استعمال سے روکنے کی شدید ضرورت ہے۔ بچوں کو کھیل یا سیر کے بہانے کہیں جمع کر کے اس سلسلے میں رہنمائی کی جاسکتی ہے۔

دینی مدارس سے طلباء فارغ ہوکر روشن مستقبل نہیں پاتے، چھوٹی سی ملازمت یا کاروبار میں لگ جائیں تو رفتہ رفتہ دین سے دور ہوجاتے ہیں۔ ذہین طلبہ کو معاشرے میں اونچا مقام دلانے کے لیے انہیں مقابلے کے امتحانوں کی تیاری

کرائی جائے۔ان کے ذریعے دنیا کے بہت سے معاملات میں جماعتی اور انفرادی سطح پر سہولتیں ملیں گی۔"اللھم أعز الإسلام بعمر بن الخطاب أو بعمرو بن هشام" سے ثابت ہوتا ہے کہ دینی لحاظ سے بھی شخصی اثر ورسوخ کا بہت بڑا کردار ہوتا ہے۔رسائل اور پمفلٹ کے ذریعے تبلیغ کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔

بچوں اور خواتین کو بھی اس میدان میں نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔بڑے مخالف لوگوں کے سامنے بات چیت کے دوران بھولنے کے انداز میں تبلیغی مواد چھوڑ سکتے ہیں۔الھدیٰ انٹرنیشنل نے چند سالوں میں بڑا کام کیا ہے۔جامع الکوثر اسلام آباد میں ویڈیو کانفرنس کے ذریعے عوام کو ایران اور عراق کے مجتہدین سے رابطے میں رکھا جاتا ہے۔جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں بھی عقیدہ اور دعوت میں تخصص کے لیے ویڈیو کانفرنس کا انعقاد عنقریب ہونے والا ہے۔

ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق:

داعی جدید وسائل ابلاغ سے کیسے استفادہ کر سکتے ہیں

داعیوں کو انٹرنیٹ سے استفادہ کرنا چاہیے۔نوجوان فیس بک پر وقت برباد کرتے ہیں،انہیں مفید پروگراموں میں مشغول کرنا بہت بڑی خدمت ہے۔

islamqa میں سعودی عرب کے علماء کے ایک لاکھ سے زیادہ سوالات کے جوابات دستیاب ہیں۔روزانہ تین چار سوال اپ لوڈ کیے جاتے ہیں۔خطبہ کی تیاری کے لیے "المنبر" پر دنیا بھر کے مشہور خطباء کے لاکھوں خطبے موجود ہیں۔الدرر السنية میں کئی موسوعات حدیث کی تلاش کے لیے موجود ہیں۔الموسوعة الحديثية میں لفظ لکھیں اور serch کریں،تخریج اور حکم سامنے آئے گا۔سعید الفوائد google میں زاد الخطیب، زاد الداعية موجود ہیں۔الہدیٰ انٹرنیشنل کی معلمات حلقات ترجمہ قرآن ڈاکٹر فرحت ہاشمی کی کیسٹ سناتی ہیں،ساتھ بیٹھی ہوئی معلّمہ مشکل کی وضاحت کرتی ہے۔Utube پر اسحاق زاهد کے نام سے باقاعدہ دروس آتے ہیں۔جمعية إحياء التراث الإسلامي کویت میں ویڈیو کانفرنس کے ذریعے سعودی مشائخ سے ڈائریکٹ استفادہ کا موقع حاصل ہے۔

داعی کے لیے مفید ویب سائٹس:

١:الإسلام سوال وجواب wwwislamqa.com

۲:الدرر السنية (موسوعة تيسير الوصول إلى حديث الرسول ﷺ) dorat.net

۳:صید الفوائد دائیں طرف عنوانات کی لمبی فہرست ہے۔ wwsaeid.net

۴: الفتویٰ (سعودی عرب کے علماء کے فتاویٰ) wwwalfatwa.com

۵:المنبر (دنیا کے مشہور خطباء کے خطبے سننے، دیکھنے اور پڑھنے کے لیے) wwwalmimber.net

۶:اس میں دنیا کی ہر ویب سائیٹ کا ایڈریس موجود ہے، متعلقہ ایڈریس کو کلک کریں۔ وہ سائیٹ کھلے گا

wwwgoogle.com

حافظ عبدالستار حماد:

نبی کریم ﷺ کا شوق تبلیغ

﴿لقد جآء كم رسول من أنفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤف رحيم﴾ آیت کریمہ کافروں کے مذاق کا جواب ہے۔ مِن أنفسكم صدق نبوت کی دلیل ہے، کیونکہ قبل از نبوت چالیس سالہ زندگی کے وہ شاہد عین تھے۔ ﴿فقد لبثت فيكم عمرا من قبله أ فلا تعقلون﴾

﴿عزيز عليكم ما عنتم﴾ فرمایا: تم پتنگوں کی طرح آگ میں کودرہے ہو اور میں تمہیں کمر سے پکڑ کر کھینچتا ہوں "وأنتم تقحمون فيها" ﴿حريص عليكم﴾ سعادت دارین کے آرزومند

آپ ﷺ کا کوئی کاروبار نہیں تھا، زندگی مبارک اسی مشن میں گزری۔ ایک ایک آدمی کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ لوگوں کے ساتھ داعی کا تعلق ڈاکٹر اور مریض جیسا ہوتا ہے۔ ذریعہ زندگی دنیا کی معیشت ہے، مقصد زندگی ﴿وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون﴾ ہے، اور اس کی راہ ہموار کرنا "إعلائے كلمة الله" ہم دعاۃ کا شرف یہ ہے کہ ہمارا مقصد زندگی ہی ذریعہ زندگی ہے۔ ﴿يـأيها المدثر قم فانذر﴾ بیٹی، پھوپھی، چچا کا نام لے کر پکارا۔ چچا بیمار ہوا، قریشی سردار اکٹھے ہیں، باہر سے صدا لگائی "يا عم! قل لآ إله إلا الله أحاج لک بها عند الله" [بخاری] آخر برادری کی صحبت طالع رنگ لائی، خاتمہ "على ملة عبدالمطّلب" پر ہوا۔ غم ہوا تو ﴿إنک لا تهدى من أحببت﴾

سیدنا حمزہؓ ابوجہل کے سر پر کمان مار کر آپ ﷺ کا بدلہ لے آیا۔ فرمایا: میں اس سے خوش نہیں ہوتا، مجھے خوشی اس

طرح ہوگی کہ آپ جنت کا راستہ اپنالیں۔"

فرمایا: ایک نبی زخمی سر سے خون پونچھتے ہوئے کہتا تھا: "اللھم اھد قومی فإنھم لا یعلمون" فرعون نے میٹنگ میں فیصلہ سنایا تو اہم رکن اپنا ایمان ظاہر کرنے پر مجبور ہوا: ﴿أتقتلون رجلا أن یقول ربی اللہ ...... فستذکرون ما أقول لکم وأفوض أمری إلی اللہ﴾ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مبلغین یا انبیاء: ﴿إذ أرسلنا إلیھم اثنین فکذبوھما فعززنا بثالث فقالوا إنا إلیکم مرسلون...... قالوا إنا تطیرنا بکم﴾ یعنی تم لوگوں نے گھر گھر اختلاف برپا کر رکھا ہے۔ حضرت حبیب نجارؒ کو اس کی قوم نے قتل کر دیا تو: ﴿قیل ادخل الجنة قال یلیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین﴾ حضرت نوح علیہ السلام نے ﴿فلبث فیھم ألف سنة إلا خمسین عاما﴾ ﴿قال رب إنی دعوت قومی لیلا ونھارا ......ثم إنی دعوتھم جھارا ثم إنی أعلنت لھم وأسررت لھم إسرارا﴾ اتنی کمال محنت کے باوجود بیوی اور بیٹا بھی ایمان نہ لائے۔ ﴿یا بنی ارکب معنا ولا تکن مع الکفرین قال سآوی إلی جبل یعصمنی من المآء﴾ بیچارہ ابھی تک مادی وسائل کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ ﴿وحال بینھما الموج فکان من المغرقین...... فقال رب إن ابنی من أھلی وإن وعدک الحق﴾ اہل بیت نبوت کی شرط ہی مفقود تھی بیٹے میں ﴿إنہ لیس من أھلک إنہ عمل غیر صالح﴾ بچوں کی تربیت کے لیے وقت کی قربانی بھی دینا ضروری ہے۔

حدیث: "لیجاءنّ یوم القیامة بقوم معھم من الحسنات مثل جبال تھامة حتی إذا جیء بھم جعل اللہ أعمالھم ھباء ثم قذفھم فی النار، کانوا یصومون ویصلون ویأخذون ھنة من اللیل، ولکن کانوا إذا عرض علیھم شیء من الحرام وثبوا علیھا فأدحض اللہ أعمالھم" [أبو نعیم ١/١٧٨ عن سالمؓ، ونحوہ ابن ماجہ ٤٢٤٥ عن ثوبانؓ وصححہ البوصیری والألبانی]

مدینہ میں یہودی پڑوسی کا بیٹا بیمار ہوا، عیادت فرمائی قل لا إلہ إلا اللہ بیٹے نے دیکھا، باپ کو رحم آیا "الحمد للہ الذی أنقذہ بی من النار" طائف میں عبد یالیل کو دعوت دینے گئے تھے۔ اس نے اوباشوں کو ورغلایا، جوتے خون سے بھرے تو ملک الجبال کو اخشبین کے درمیان پیسنے نہ دیا۔

طفیل دوسیؓ کی شکایت کہ دوس والے مسلمان نہ ہوئے آپ دعا فرمائیے۔ "اللھم اھد دوسا وأت بھم" شوق دعوت اتنی کہ ﴿فلا تذھب نفسک علیھم حسرات﴾، ﴿لعلک باخع نفسک علی آثارھم إن

لم يؤمنوا بهذا الحديث أسفا﴾

صلح حدیبیہ کے نتیجے میں امن قائم ہوا، دعوت پھیل گئی تو ﴿ورأيت الناس يدخلون في دين الله أفواجا﴾

عام الوفود میں شاہان زمانہ کو خطوط لکھے۔ نجاشیؒ نے قبول کیا۔

شاہ روم ہرقل نے سیاسی مفاد کی خاطر قبول نہ کیا۔ کسریٰ نے خط پھاڑ دیا، آپ ﷺ نے بد دعا کی: "اللهم مزقه كل ممزق" اس کے بیٹے نے قتل کر دیا، پھر بیٹا خود زہر کھا کر مرا۔ اور بیٹی بادشاہ بن گئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لن يفلح قوم ولوا أمرهم امرأة"

حافظ مقصود احمد:

انفرادی اور اجتماعی اصلاح میں مسجد کا کردار

﴿إن أول بيت وضع للناس للذى ببكة مباركا وهدى للعالمين﴾ مساجد مراکز توحید ہیں۔ ﴿فى بيوت أذن الله أن ترفع﴾ لوگ مساجد کو نماز کے لیے اور نماز کو آخرت کے لیے مخصوص سمجھتے ہیں۔ ہر نیکی کا ایک انعام دنیا میں ہے اور اصل انعام آخرت میں۔ اسی طرح ہر برائی کی سزا بھی دونوں جہانوں میں ملتی ہے۔ اللہ پاک نے مساجد کو لوگوں کے مفاد عامہ کا مرکز قرار دیا ہے: ﴿وضع للناس﴾، ﴿وأذن فى الناس بالحج يأتوك رجالا وعلى كل ضامر يأتين من كل فج عميق ليشهدوا منافع لهم﴾ ان میں دنیوی فوائد بھی شامل ہیں۔

اللہ نے اشہر الحرم مقرر قائم فرمائے، ان کا تعلق بیت اللہ سے تھا، تین حج کے لیے اور رجب عمرہ کے لیے۔ اسی دوران انہیں تجارتی سہولت بھی ملتی تھی۔ ﴿إنما يعمر مساجد الله من امن بالله واليوم الاخر﴾ مساجد دین کی تربیت گاہ ہیں۔ "إذا رأيت الرجل يتعاهد المسجد فاشهدوا له بالإيمان". "سبعة يظلهم الله فى ظله يوم لا ظل إلا ظله ...... ورجل قلبه معلق بالمساجد إذا خرج منه حتى يعود إليه......"

مساجد ظاہری و باطنی صفائی کے مراکز ہیں۔ ﴿وعهدنآ إلى إبراهيم وإسمعيل أن طهرا بيتى للطائفين والعاكفين والركع السجود﴾ "رأى رسول الله ﷺ نخاعة فى المسجد فحكها بعود فى يده ثم دعا بطيب فيه خلوق فطيبه"

قرونِ اولیٰ میں مسجد مسلمانوں کی عزت و وقار کا معیار تھی، مسجد کا امام وقت کا خلیفہ اور حاکم ہوتا تھا۔ عہد خلافت میں جو مقام مسجد کو ملا وہ بعد میں نہ رہا۔ برصغیر پر انگریز نے ۲۰۰ سال حکومت کی، حکومت مسلمانوں سے چھینی تھی، اس لیے مسلمانوں کے خلاف سازش کر کے ائمہ وخطباء کو حقیر کیا۔ مساجد نے انسانی زندگی میں انقلاب برپا کیے۔ نماز، داڑھی، حج اور عمرہ کے ذریعے لوگوں کو عالم اسلام کے احوال سے واقفیت ہوئی۔ ﴿هو الذی بعث فی الأمیین رسولا منهم یتلو علیهم ایٰته ویزکیهم ویعلمهم الکتٰب والحکمة وإن کانوا من قبل لفی ضلال مبین﴾

رسول اللہ ﷺ نے قبا میں دو ہفتے قیام فرمایا، اس دوران وہاں مسجد بنائی۔ جمعہ کے روز بنی سالم کے محلے میں نماز جمعہ پڑھائی۔ مدینہ پہنچتے ہی جہاں اونٹنی رکی، وہاں مسجد تعمیر فرمائی۔ مسجد بنی تو نماز کے لیے لوگوں کو جمع فرمایا اور مؤاخات قائم فرمائی۔ یہیں تعلیم، تربیت، عبادت اور دینی معاملات انجام دیے جاتے تھے۔

﴿واصبر نفسک مع الذین یدعون ربهم بالغدٰوة والعشی یریدون وجهه ولا تعد عیناک عنهم ترید زینة الحیٰوة الدنیا﴾ یہیں غریب مہاجرین بستے تھے۔ بڑے علماء کو چاہیے کہ چھوٹی کلاسوں کو بھی وقت دیں۔ ان مساجد سے وہ لوگ پیدا ہوئے جو دنیا کے کسی بھی ادارے سے پیدا نہ ہوئے۔

صدق وصفا، امانت داری، جرأت وہمت میں خلفاء راشدین ؓ، عشرہ مبشرہ ؓ، مہاجرین اور انصار ؓ کی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔ "ما أقلت الغبراء ولا أظلت الخضراء أصدق لهجة من أبی ذر، أمین هذه الأمة أبو عبیدة بن الجراح......" کیا دنیا کے کسی ادارے کے فاضل ایسا مقام رکھتے ہیں؟!

مساجد میں بیع وشراء، اعلان گمشدہ وغیرہ منع ہے۔ یہ پارلیمنٹ ہے، جہاں پورے ملک کے داخلی اور خارجی امور پر بحث کی جاتی ہے۔ یہ جہاد کی چھاؤنی تھی، جہاں سے افواج اور لشکر روانہ ہوتے۔ ﴿وشاورهم فی الأمر﴾ آپ ﷺ کو مشورے کی کیا ضرورت تھی، جبکہ وحی کی رہنمائی حاصل تھی، لیکن حکمرانوں کے لیے اصول بنایا۔ خطیب وامام کو چاہیے کہ جماعت کو اعتماد میں رکھیں، ان سے مشورہ لیں، تاکہ لوگوں سے مثبت تعلق قائم رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو امامت میں نیابت کی بنیاد پر خلافت دی گئی۔ پنجاب کا کرائمز ایس پی مسجد میں بیٹھ کر فیصلہ کرتا تھا، کسی سے تحفہ وصول نہ کرتا تھا۔ کہتا تھا کہ وضو کر کے آؤ اور بیان دو۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں قرضدار اور قرضخواہ کی تکرار سن کر کعب بن مالک ؓ سے فرمایا: آدھا معاف کر دو۔ اور ابن ابی حدرد ؓ سے فرمایا: "اٹھو اب ادا کر دو۔" اگر آدمی ادا نہ کر سکے تو چندہ کیا جائے گا۔ یا مسجد فنڈ سے قرض دیا جائے گا۔ مضر قبیلہ والے بدحال ہو کر آئے تو چندہ کا اعلان کیا۔ "من لا یهمه أمر المسلمین

فلیس منا"[؟؟] مساجد میں تعلیم وتربیت کا دائرہ بڑھانے کے لیے ناظرہ، حفظ بلکہ ٹیوشن یا پرائمری و مڈل سکول بھی چلایا جائے تو مواقع ملتے ہیں۔ ساتھ بھی لائبریری بھی ہونا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے علاج کے لیے مسجد میں خیمہ لگایا۔ اگر کوئی ڈاکٹر ہفتے میں ایک دو بار مسجد میں آ کر نسخہ دیا کرے تو اچھا ہے۔ ڈاکٹر کی تبلیغ کو مریض زیادہ سنتا ہے۔ ﴿الذین إن مکناھم فی الأرض أقاموا الصلٰوۃ وآتوا الزکٰوۃ وأمروا بالمعروف ونھوا عن المنکر﴾ اللہ نے مختلف اقوام کو ایک ایک جرم پر عذاب دیا ہے۔ برائی اور تبلیغ میں توازن رہے، تو خیر غالب رہتا ہے۔ یہ توازن بگڑ جائے تو برائی بڑھ جاتی ہے۔ جماعت میں امر و نہی آسان ہوتا ہے، معاشرے کی حمایت بھی ملتی ہے۔

حافظ عبدالستار حماد

قول وعمل میں یگانگت

﴿لقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ أفلا تعقلون﴾ یہی مطابقت قول وعمل صداقت و امانت کی دلیل ہے۔

﴿لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ أن تقولوا ما لا تفعلون﴾ داعی کا عمل اس کے قول کی تکذیب کرے تو اس کا نتیجہ بہت برا نکلتا ہے۔ ایسا ہی داعی "جہنم میں اپنی آنتوں کے بل چکر لگا کر" اہل دوزخ کو حیرت میں مبتلا کرتا ہے۔ آخر وہ اقرار کر لیتا ہے: "کنت آمرکم بالمعروف ولا آتیہ وأنھاکم عن المنکر وآتیہ" حافظ عبداللہ بہاولپوری رحمہ اللہ جمعہ پڑھانے جاتا تو اپنی بہو بیٹیوں کو سخت تنبیہ کرتا کہ کہیں کوئی خرابی میرے ہاں بھی نہ پائی جائے۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی اور پھوپھی کو تنبیہ فرمائی تھی۔ اس سنجیدہ دعوت اور قول وعمل میں مطابقت کو دیکھ کر قریش بازی ہار گئے اور ہر قسم کی پیشکش کر دی تو فرمایا: "ولو وضعتم الشمس فی یمینی والقمر فی یساری ما کنت لأدع ما أمرنی ربی" [ماشاع ولم یثبت فی السیرۃ د۔محمد العوشن]

﴿إن أرید إلا الإصلاح ما استطعت وما توفیقی إلا باللہ﴾ نبی کریم ﷺ جب کوئی خلافِ اولیٰ کام کرتے تو اللہ تعالیٰ اصلاح فرما دیتے۔ گویا براہ راست وحی کی رہنمائی ہونے کے باوجود کبھی کبھار "بشر" ہونے کا عملی ثبوت فراہم ہو جاتا تھا۔ ﴿عبس وتولیٰ أن جآءہ الأعمیٰ﴾، ﴿ولا تطرد الذین یدعون ربھم﴾، ﴿ما کان لنبی أن یکون لہ أسریٰ حتی یثخن فی الأرض﴾ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اصلاح فرماتے۔ حاطب بن ابی

بلتعہ ﷛ نے راز فاش کرنے کی کوشش کی تو ﴿یـأیها الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم أولیآء﴾ کعب بن مالک، ہلال بن امیہ، مرارہ بن ربیع ﷛ کے متعلق: ﴿وعلی الثلاثة الذین خلفوا﴾ دوران جمعہ سودا لینے گئے تو ﴿وإذا رأوا تجارة أو لهوا انفضوا إلیها وترکوک قائما﴾

اصلاح کے لیے اخلاص شرط ہے۔ انتقام لینا یا کسی کو نیچا دکھانا مقصد نہیں ہونا چاہیے۔

جس معاشرے کی اصلاح کرنا ہے، نرمی کے ساتھ کریں، انہیں رسوانہ کریں۔ الإنسان مرکب من الخطأ والنسیان" "کل إنسان خطاء وخیر الخطائین التوابون" "إن الله یعطی علی الرفق ما لا یعطی علی العنف ومالا یعطی علی ما سواہ"

غلطی کا اندازہ کر کے بعض کا تدارک اولیت رکھتا ہے۔ عقیدے کی اصلاح سب سے اول ہے۔ بیٹے ابراہیمؑ کی وفات پر گرہن ہوا تو فوراً زمانہ جاہلیت کے وہم کا ازالہ فرمایا: "إن الشمس والقمر آیتان من آیات الله لا ینکسفان لموت أحد ولا لحیاته" حدیبیہ میں بارش ہوئی تو "من قال مطرنا بنوء کذا وکذا فذلک کافر بی مؤمن بالکوکب" حنین سے واپسی پر ذات انواط پر نومسلموں کا مطالبہ سن کر "هذا والذی نفسی بیده کما قالت بنو إسرائیل لموسی ﴿اجعل لنا إلٰها کما لهم الهة﴾

اصلاح کرتے ہوئے اس کی حیثیت کا خیال رکھنا چاہیے۔ ایک آدمی الٹا سویا ہوا تھا، اسے پاؤں سے ہلا کر جگایا۔ "إن هذه ضجعة یبغضها الله" ابوسعید ﷛ نے مدائن میں چاندی کے پیالے میں پانی لانے پر چوہدری صاحب کو دے مارا، وہ گورنر تھے اور بار بار تنبیہ کر چکے تھے۔

عدل وانصاف کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوٹنا چاہیے۔ حِبّ رسول الله کی بے جا سفارش پر "أ تشفع فی حد من حدود الله ؟! إنما أهلک من کان قبلکم أنهم کانوا إذا سرق فیهم الشریف ترکوه وإذا سرق فیهم الضعیف أقاموا علیه الحد" ﴿وإذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربی﴾

اگر داعی پر ذاتی حملہ ہو تو اس کو نہ کوسیں۔ ایک دیہاتی نے گلے میں چادر ڈال کر: "جبذه جبذا شدیدا وقال یا محمد أعطنی مما أعطاک الله تو اسے مطلوبہ چیز دلا دی۔" جہاں دین کا معاملہ ہو تو سختی کریں۔

عمر بن ابی سلمہ ﷛ کو کھانے کا طریقہ سکھایا: "سم الله وکل بیمینک وکل مما یلیک" ابوہریرہ ﷛ نے ایک لونڈی کو مہکتی ہوئی نماز کے لیے آتی دیکھا تو فرمایا "یا أمة الجبار! اتقی الله"

ایک آدمی نے حنفیوں والی (جلدی) نماز پڑھی تو فرمایا: "صل فإنک لم تصل" ایک عالم نے کہا: "هذا لکم وهذا أهدی لی" تو فرمایا: "لو جلست فی بیت أمک فرأیت هل تاتیک الهدیة؟!"

اصلاحِ جاہل میں شفقت ضروری ہے۔ دیہاتی پیشاب کرنے لگا تو: لا تزرموہ بعد میں گیلی مٹی نکلوا کر تازہ پانی ڈالنے کا حکم دیا۔ پھر اسے پیار سے سمجھایا۔ اور صحابہ ﷺ کو تنبیہ کی: "إنما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین"

غلطی کی اصلاح کریں، سارے عمل پر پانی نہ پھیریں۔ ربیع بنت معوذؓ کی شادی پر نظم پڑھنے والیوں کو وفینا نبی یعلم ما فی غد کہنے پر ٹوکا، پھر فرمایا: "قولی بالذی کنت تقولین"

غلطی کا نقصان بھی واضح کریں۔ جہاد سے واپسی پر جنگل میں پڑاؤ ڈالا، تو صحابہ سایہ کی تلاش میں بکھر گئے۔ فرمایا: "إنما تفرقکم هذا من الشیطان" کیونکہ یہ فوجی اصول کے خلاف تھا۔ اس کے بعد صحابہ کرام ﷺ مل کر بیٹھتے تھے۔ نماز کی صف بندی میں فرمایا: "لا تختلفوا فتختلف قلوبکم"

اصلاح کرتے ہوئے عملی تربیت دیں۔ آپ ﷺ نے عملاً وضو کر کے دکھایا۔ نماز پڑھ کر فرمایا: "صلوا کما رایتمونی أصلی" حج کرتے ہوئے فرمایا: "خذوا عنی مناسککم"

غلطی کی اصلاح کرتے ہوئے اس سے بڑی غلطی میں پڑنے سے بچیں۔ فتح مکہ کے بعد بیت اللہ کا ایک ہی دروازہ وہ بھی اونچا تھا۔ نیچے کر کے دو بنانا تھا، لیکن نومسلموں کا خیال کر کے باز رہے۔ "لولا حدیث عهد قومک بالجاهلیة لهدمت الکعبة وجعلت لها بابین"

رائے عامہ ہموار کر کے اصلاح کی کوشش کرنا بھی ناگزیر حالات میں درست ہے۔ پڑوسی کے بارہا تنگ کرنے پر گھر کا سامان گلی میں جمع کرنے کا حکم دیا۔ پوچھنے والوں کو بتایا تو پڑوسی نے خود اپنی اصلاح کر لی۔

خطا کار سے بحث میں الجھنے کی بجائے اپنی حالت پر چھوڑنا بھی بعض حالات میں درست ہے۔ علیؓ کو اٹھایا: "الا تصلیان؟" جواب آیا: إنما أرواحنا بید الله یبعثنا متی شاء. آپ ﷺ ﴿وکان الإنسان أکثر شیء جدلا﴾ کہتے ہوئے لوٹے۔ آخر خود پچھتائے اور اپنی اصلاح کر لی۔

خطا کار کو صاف بیان کرنا بھی مفید طریقہ ہے۔ ابوذر ﷺ نے بلال ﷺ کو "یا ابن السوداء" کہا تو ابوذر ﷺ سے فرمایا: "یا أبا ذر إنک امرؤ فیک جاهلیة.". "إخوانکم جعلهم الله تحت أیدیکم فمن جعل الله أخاه تحت یده فلیطعمه مما یأکل ولیلبسه مما یلبس ولا یکلفه ما یغلبه فإن کلفه ما یغلبه

فلیعنه" آئندہ اس نے غلام کو مطلوبہ معیار سے بڑھ کر مساوات دی۔

سب سے بڑا اصول یہ ہے جیسے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا تھا: ﴿وما أريد أن أخالفكم إلى ما أنهاكم عنه إن أريد إلا الإصلاح ما استطعت وما توفيقي إلا بالله عليه توكلت وإليه أنيب﴾

توفیق الٰہی کے بغیر انسان کی بے بسی کا اظہار: "لا حول ولا قوة إلا بالله"

س: اس موضوع پر کوئی کتاب؟

ج: "غلطیوں کی اصلاح" ترجمہ اردو

س: چار سالہ بچی کا نکاح؟ جو اس نکاح کو بالکل پسند نہیں کرتی؟

ج: اس کو "خیار البلوغ" حاصل ہے۔ شعور آتے ہی فوراً فیملی کورٹ میں دعویٰ دائر کرنا چاہیے، جہاں سے "فسخ نکاح" کی ڈگری ملے گی۔

س: دو قبائل میں مصالحت کی خاطر اس طرح آپس میں رشتہ قائم کیا جاتا ہے۔

ج: یہ مشروط قسم کا نکاح "نکاح شغار" ہے، جائز نہیں۔

س: "الثيب أولى بنفسها من وليها"؟

ج: شوہر کا انتخاب بیوہ و مطلقہ کر تو سکتی ہے، لیکن ولی کی رضامندی کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا۔ "لا نكاح إلا بولي" البتہ ولی کو چاہیے کہ اس کے انتخاب کو ترجیح دے۔ ولی ہر نکاح کے لیے ضروری ہے۔

س: اگر ولی نہ مانے؟

ج: ولی کا "مرشد" ہونا ضروری ہے۔ اگر وہ مثلاً پیسے لے کر غیر مناسب جگہ نکاح کرائے تو وہ مرشد نہیں ہے۔ ایسی صورت میں عدالت یا مقامی پنچایت ولی کا قائم مقام بن کر اس کا مناسب جگہ رشتہ کرائے گی۔

س: "نکاح مسیار" کا کیا حکم ہے؟

ج: عرب والے یہ کہتے ہیں۔ ہمارے نزدیک تو حرام ہے۔ "مسیار" یہ ہے کہ عورت خاص مدت تک اپنے بعض حقوق سے دستبردار ہو جائے۔ مثلاً اولاد پیدا کرنا، ہم بستری کرنا وغیرہ۔ جواز ماننے والے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت سودہؓ نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دی۔ اس واقعے کو سیاق و سباق سے کاٹ کر استدلال کرتے ہیں۔ مسیار تو متعہ کے مشابہ ہے۔ (الشاملة میں الفرق بين النكاح المعروف ونكاح المسيار کے تحت لکھا ہے کہ عورت نکاح میں شرط لگاتی

ہے کہ وہ اپنے والدین کے پاس رہے گی اور خاوند سے اخراجات نہیں مانگے گی۔ وہ دن کے وقت بیوی سے ملنے جاتا ہے۔ اسے دلہن بنا کر وطن نہیں لے جاتا۔ باقی شروطِ نکاح پورے ہوتے ہیں۔ مثلاً ولی، مہر، گواہ، اعلانِ نکاح۔ عبدالوہاب خان)

س: جب غیر اللہ کی قسم کھانا حرام ہے، تو "اللهم إني أشهدك وأشهد حملة عرشك وملائكتك وجميعَ خلقك أنك أنت الله لآ إله إلا أنت......"؟

ج: غیر اللہ کی قسم اٹھانا حرام ہے، کفر نہیں۔ حضرت عمر ﷺ نے وأبی کہا تو منع کیا، لیکن کفر کا فتویٰ نہ لگایا۔ اس دعا میں کوئی قسم مذکور نہیں ہے۔

س: دوکان کے مال پر زکاۃ کس طرح نکالی جائے؟

ج: اس دن نقد، ادھار اور موجود مال کی "قیمت فروخت" ☆ کا حساب کرے، اس میں سے واجب الاداقرض کو نکال کر باقی کی زکاۃ دے۔

شرکاءِ دورہ زیرِ نگرانی: اساتذہ کرام

خطبہ تیار کرنے کا مثالی طریقہ

بشیر عبدالرحیم: ۱: اخلاص نیت، النائحة الثكلىٰ ليست كالمستأجرة آج کل فضا دعوت کے لیے سازگار ہے، مخالف لوگ بھی سنتے ہیں۔ خلوص بڑھے تو قبولیت بھی ہوسکتی ہے۔ ۲: احساسِ مسئولیت ۳: آیات، احادیث صحیحہ، آثار سلف جمع کرنا۔ ۴: خطیب عملی نمونہ پیش کرے، لوگوں کے دکھ درد میں شریک ہو۔ ۵: وقت کی مناسبت کا خیال رکھ کر موضوع کا انتخاب کرے۔ ۶: زبان میں رکاکت نہ ہو۔ ۷: اصلاح میں نرم لہجہ اختیار کرے۔ ۸: زیادہ لمبا نہ ہو۔

☆ موجود مال کی "قیمت خرید" کا حساب کرنا زیادہ معقول ہے۔ جیسے کہ مفتی بلال احمد صاحب کا فتویٰ التراث 35/8 میں شائع ہو چکا ہے۔ "قیمت فروخت" تو اس دن کے بعد کی کمائی ہے، اور یہ بھی معلوم نہیں کہ مال واقعی اسی قیمت پر فروخت ہوگا، یا کم پر، یا پڑے پڑے Expiry date آجائے گا، یا چوہے اس کو خراب کر دیں گے۔ اسی طرح کسی غریب کا ادھار زکاۃ میں کاٹے تو بھی قیمت خرید کا حساب کرنا ہوگا، کیونکہ دہرا معیار رکھنا درست نہیں۔ واللہ أعلم (م ت)

خطبہ کی تیاری: تمہیدی کلمات، مثلاً ''وجوب صلاۃ'' کی تمہید میں: بعض لوگوں کی طرف سے اسلام کے ایک اہم رکن کی ادائیگی میں کوتاہی کی خبریں سنائی دے رہی ہیں۔ جس کا حساب روزِ قیامت سب سے پہلے ہوگا۔

موضوع کی مناسبت سے آیات، احادیث صحیحہ کا انتخاب، مخالفین کے شبہات اجمالاً اور ان کا جواب تفصیلاً۔

الشیخ اسماعیل: تیاری خطبہ میں اخلاص نیت، حضرت عمرؓ نے ایک دن خطبہ دیا تو لوگ متأثر ہوکر رونے لگے۔ یہ دیکھ کر آپؓ خاموش ہوگئے۔ لوگوں نے خطبہ پورا کرنے کی فرمائش کی تو فرمایا: ''**الفعل أفضل من القول، وفي القول فتنة**'' حکمت کے بغیر دعوت میں فائدے کے بجائے نقصان ہوسکتا ہے۔

خطبہ کے ارکان: بصیرت علم ہے، معرفت مکمل علم۔ نصوص کو یاد کریں، بصورت دیگر دیکھ کر پڑھیں، غلطی کی گنجائش نہیں ہے۔ مخالف کے نزدیک مسلم بات کو بنیاد بنا کر اختلافی مسئلے کی وضاحت کریں۔ مثلاً قرآن مجید میں توحید ربوبیت سے توحید الوہیت پر استدلال کیا گیا ہے۔ اہل بیت کے فضائل اور ان کے اقوال سے استدلال کرتے ہوئے شرک وبدعت کی تردید زیادہ مفید ہے۔

عبدالسلام محمد علی سلمانی: خطابت عوام سے کلام کرکے ان کے دل ودماغ میں اپنی بات اتارنا ہے۔ اس کے تین عناصر ہیں: خطیب، موضوع اور سامعین۔ اسلوب بیان کی دلکشی، الفاظ کی آسانی، بیان کی سلاست، آواز کی صفائی اور خطبے کا اختصار، اہم عناصر کا بیان اور موضوع کا جامع ہونا خطیب کے لیے کامیابی کی ضمانت ہے۔ اس کے ساتھ ہاتھوں، آنکھوں، چہرے اور اشارات سے سامعین کو متوجہ رکھنے اور بات کو سمجھانے میں مدد ملتی ہے۔ تمثیلات پیش کرنے سے بیان خوبصورت ہوجاتا ہے۔ دوسرے خطباء کے انداز سے استفادہ بھی اہم ہے۔ ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است

اقبال حسن: ﴿**وما أوتيتم من العلم إلا قليلا**﴾، ﴿**واجعلنا للمتقين إماما**﴾ یہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا ہے۔ إمـام سول کو کہتے ہیں، جس سے مستری دیوار سیدھی کرتا ہے۔ اسی طرح امام عوام کی غلطیوں کی اصلاح کرتا ہے۔ خطبہ کی تیاری میں سب سے پہلے خوف الٰہی اور احساس مسؤلیت کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ خطیب مخیّر حضرات کے خرچے پر پڑھتا ہے کہ بعد میں داعی بن جائے گا۔ بنی اسرائیل کے ایک گروہ نے اس احساس کو کھو کر کہا: ﴿**لم تعظون قوما الله مهلكهم أو معذبهم عذابا شديدا قالوا معذرة إلى ربكم ولعلهم يتقون**﴾ ہمیں رب کریم کے آگے جواب دینا ہے: ''**ما ذا عمل فيما علم؟**'' خطیب آیات واحادیث کا حوالہ دے، تو اہل علم کا شوق بڑھتا ہے اور تحقیق میں آسانی ہوتی ہے۔ موضوع روایات اور اسرائیلیات سے اجتناب کرنا چاہیے۔

خطیب کو سامعین کی ذہنی سطح کا خیال رکھنا بھی چاہیے۔رسول اللہ ﷺ نے هل من امبر امصيام في امسفر؟ کے جواب میں اسی قبیلے کی لغت استعمال فرمائی ہے۔ سامعین سے سوال و جواب کا انداز لوگوں کی توجہ مبذول رکھنے کے لیے مفید ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "إذا أراد الله بعبد خيرًا استعمله" صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: وكيف يستعمله؟ ارشاد فرمایا: "يوفقه لعمل صالح قبل الموت"

بشیر عبدالرحمٰن: خطبے کی تیاری میں قرآنی آیات، احادیث کے بعد صحابہ کرامؓ کے واقعات اور ان کے اقوال جمع کرنا چاہیے۔خطیب کو سلام کر کے شروع کرنا چاہیے۔وضع قطع، لباس، چہرہ مہرہ مسنون ہو، عطر استعمال کر کے آئے۔ بیان عوامی ضرورت کے مطابق اور عمومی لہجے میں ہونا چاہیے، یعنی کسی خاص فرد کو نشانہ بنا کر نہ بولے۔ترغیب اور ترہیب دونوں پہلو بیان کرے۔﴿قوا أنفسكم وأهليكم نارا﴾ پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

محمد رفیع: خطیب آئینہ دیکھ کر اپنا حلیہ درست کر لے۔خطبے میں سامعین کو بیدار رکھے، لوہے کو گرم کر کے کوٹا جائے تو بات بنتی ہے۔

محمد رضوان اللہ راز: ''سات'' کے ہندسے کو موضوع سخن بناتے ہوئے نمونے کا خطبہ پیش کرنے کی کوشش کی۔ شرکاء اس انوکھے بیان پر ہنستے رہے۔

محمد حسین سلفی: سابقہ بیانات سے اتفاق کے ساتھ یہ اضافہ پیش خدمت ہے کہ جہاں کہیں سنت کی مخالفت نظر آئے تو اس کے مطابق خطبہ تیار کریں۔نصوص یاد کریں۔اتباع سنت کی ترغیب دیں۔باحوالہ حدیث پیش کریں۔ صحیح بخاری حدیث ۷۲۸۰ میں فرمان نبوی ہے: "كل أمتي يدخلون الجنة إلا من أبى......"

عبدالرحمٰن روزی: فن خطابت دعوت میں اہم حیثیت رکھتا ہے۔اعدادِ خطبہ میں ''زاد الخطیب'' مثالی کتاب ہے۔

الاستاذ حافظ مقصود احمد: ﴿وقل رب زدني علما﴾ ۱: خطبہ نبی ﷺ کا کام ہے۔﴿وإذا رأوا تجارة أو لهوا انفضوا إليها وتركوك قائما﴾ محترم ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب خطبہ لکھ کر لاتے ہیں۔کہتے ہیں کہ میں پانچ منٹ میں تیاری کرتا ہوں۔خطبہ لکھنے سے ہر مرتبہ نئے زاویے کھلتے اور نئی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ ۲: اپنے احباب سے مشورہ لیں۔﴿وفوق كل ذي علم عليم﴾ ۳: آئندہ خطبہ کا موضوع ذہن میں رکھیں، جو دلیل سامنے آئے لکھ رکھیں۔ ۴: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا پڑھیں: ﴿رب اشرح لي صدري ويسر لي أمري واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي﴾

الشیخ حافظ عبدالستار حماد: ''خطبہ کی تیاری'' پر بطور فن خطابت بحث کرتے وقت ''اخلاص نیت'' وغیرہ نہیں آتا۔ ''زاد الخطیب'' کے مؤلف کو بیان کرنا زیبا تھا کہ میں نے کس طرح یہ خطبات تیار کیے ہیں۔ میں خود ۲۵ سال سے خطبہ تیار کر کے جاتا ہوں، پھر بس میں لوگوں کی حالت دیکھ کر موضوع بدل دیتا ہوں۔ مسجد کے قریب اخبار پڑھتا ہوں تو موضوع پھر بدل جاتا ہے۔ منبر پر بیٹھ کر لوگوں کے چہروں سے کوئی سوال محسوس کرتا ہوں، تو موضوع پھر بدل دیتا ہوں۔

ایک پروفیسر نے کہا: میں نے ایک آیت تلاوت کی ہے، اس کا ترجمہ کرنے سے پہلے اس کا سبب نزول بیان کرنا چاہتا ہوں، ہاں سبب نزول سے پہلے کچھ سیاق وسباق مدنظر رکھنا ضروری سمجھتا ہوں، پھر اس سیاق وسباق سے پہلے چند تاریخ حقائق بھی پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں...... ایک اور پروفیسر نے کہا: میں نے اس موضوع کی اس قدر تیاری کی تھی کہ اللہ ہی جانتا ہے، اب اللہ کو ہی پتہ ہے مجھے کچھ بھی پتہ نہیں۔

اچھا خطیب موضوع کا تعین کرتا ہے، یہ چکی کی کلی ہے۔ کچھ موسمی موضوع ہوتے ہیں۔ بعض اوقات کوئی واقعہ پیش آ تا ہے مثلاً زلزلہ، اس کے معنوی اسباب بیان کریں: ﴿ظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت أيدي الناس ليذيقهم بعض الذي عملوا﴾ اور اس سلسلے میں اپنے معنوی ومادی فرائض بیان کریں۔ غیر متعلقہ کوئی آیت نہ پڑھیں، اندھیرے میں لاٹھیاں نہ ماریں۔ متعلقہ واقعات بیان کریں۔ پہلے عناصر موضوع تحریر کریں: تمہید، عناصر موضوع، آیات، احادیث، اقوال اسلافؒ پر مشتمل صلب مضمون، اختتامیہ میں خلاصہ بیان کریں۔

انداز: لوگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کریں۔ لوگ چاہتے ہیں کہ آپ ان میں گھل مل جائیں۔ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تو: احمرّ وجهُه وعلا صوته كأنه منذر جيش يقول صبحكم مساكم

اشعار مناسبت سے آئیں تو حرج نہیں۔ خطبے میں احادیث کا حوالہ دینے سے مضمون کا ربط ٹوٹ جاتا ہے، تحریر میں حوالہ ضروری ہے۔ دورانِ خطبہ کوئی اعتراض، جواب اور مناقشہ نہیں ہونا چاہیے۔

فرعون نے دعویٰ کیا: ﴿ولا يكاد يبين﴾ موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی: ﴿واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي﴾ خطبہ لوگوں کی ذہنی سطح سے اونچا نہیں ہونا چاہیے۔ اس موضوع پر ''زاد الخطیب'' کا مقدمہ اہم ہے۔ فن الخطابة تین جلدوں میں ہے: پہلی مقدمہ، دوسری خطبات نبویہ وخلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، تیسری میں ۵۰۰ سے زائد موضوعات پر آیات وباحوالہ احادیث کا ذخیرہ ہے۔ موسوعة نضرة النعيم ۱۱ جلدوں میں ہے۔ موضوعات حروف ہجا کے حساب سے مرتب ہیں۔ ان تمام سے آسان تر طریقہ انٹرنیٹ سے خطبہ ڈھونڈنا ہے۔

حافظ عبد الستار حماد:

بعض موجودہ مالی معاملات کا شرعی حکم

﴿یایها الذین امنوا لا تأکلوا أموالکم بینکم بالباطل إلا أن تکون تجارة عن تراض منکم﴾

"یأتی علی الناس زمان لا یبالی المرء ما أخذ منه أ من الحلال أم من الحرام" [بخاری کتاب البیوع:عن أبی هریرة۔ أحمد ۱۰۴۱۵] "یأتی علی الناس زمان یأکلون فیه الربا، فمن لم یأکله منهم ناله من غباره" [نسائی ۲۴۳/۷] یہود و نصاریٰ ہمارے ازلی دشمن ہیں، ہمارے ظاہر و باطن کو خراب کرنے کے لیے میڈیا کا استعمال کیا اور لوگ شکار ہو رہے ہیں۔کل ہی ایک میجر نے کہا: جنگ کا مقصد اپنے افکار و نظریات دوسرے پر مسلط کرنا ہے، جب امن کے ساتھ یہ مقصد حاصل ہو، تو جنگ کی ضرورت کیا ہے! آج مسلمانوں میں ہندوانہ رسوم و رواج اور مغربی کلچر فروغ پا رہا ہے۔ انسان مدنی الطبع ہے، اس کے مفادات کا انحصار "انتقال ملکیت" پر ہے۔

انتقال ملکیت کی دو قسمیں ہیں: (۱) اختیاری، (۲) غیر اختیاری

اختیاری انتقال ملکیت کی دو صورتیں ہیں: [ا] بالمعاوضہ یعنی خرید و فروخت

[اا] بلا معاوضہ یہ زندگی میں: ہبہ، صدقہ اور تحفہ زندگی کے بعد: وصیت

غیر اختیاری انتقال ملکیت: وراثت ہے۔

تجارت کے اصول: ۱: آپس کی رضامندی، بغیر کسی دباؤ اور مجبوری میں مبتلا کیے۔ چیزیں مہنگی ہوئیں تو صحابہ ؓ نے عرض کیا: سعر لنا فرمایا: إن الله هو المسعر القابض الباسط، وإنی أرجو الله أن ألقاه و لیس أحد منکم یطلبنی بمظلمة فی دم ولا مال"

۲: خرید و فروخت کی چیز معلوم ہو، کچے کھجوروں کی تجارت میں فرمایا: حتی تحمر أو تصفر، بیع السنین بیع مجہول ہے۔ معاوضہ معلوم ہو، بیع حبل الحبلة یعنی جب پیدا ہوا تو دیا جائے گا۔ یہ جہالت کی وجہ سے حرام ہے۔

۳: فروخت کی چیز بائع کی ملکیت ہو، حوالہ کرنے پر قادر ہو۔ فیکٹری سے ۱۰۰ بوریاں خرید کر پرچی لے لیتے ہیں، پھر اس پرچی کی فروخت ہوتی ہے۔ قبضے کے بغیر فروخت منع ہے۔ حتی یؤووہ إلی رحالهم حکیم بن حزام ؓ: یأتینی الشخص فأبیعه ما لیس عندی أشتری له من السوق فقال ﷺ: "لاتبع ما لیس عندک"

۴: بیچنے کی چیز میں خفیہ عیب نہ ہو۔مر النبی ﷺ علی صبرة من طعام فأدخل يده فيه فنال أصابعه بللا فقال: يا صاحب الطعام ما هذا؟ فقال: أصابته السماء يا رسول الله! فقال: "أفلا جعلته فوق الطعام كي يراه الناس، من غش فليس منا" عیب دار چیز کا عیب بتائے بغیر فروخت کرنا باطل ہے۔

۵: چیز قابل انتفاع ہو۔شراب،خنزیر وغیرہ کا بیع حرام ہے۔

۶: سود کے لیے حیلہ اختیار نہ کیا جائے۔مثلا بيع العينة موبائل ۱۰۰۰۰ میں ایک سال کے لیے ادھار بیچ دیا۔ پھر اس سے وہی موبائل ۹۰۰۰ میں نقد خرید لیا۔یہ اصل میں سودی قرض ہے۔﴿وأحل الله البيع وحرم الربو﴾

۷: دھوکہ دینا مقصود نہ ہو۔بيع الغرر،لا ضرر ولا ضرار

۸: خیار مجلس شرعی یا خیار عیب نہ دینے کی شرط بھی حرام ہے۔اس ضمن میں بيع المنابذة، بيع الحصاة، بيع الملامسة حق واپسی ساقط کرنے والے بیوع ہیں۔

بینک خالص مالیاتی ادارہ ہے۔اب انہوں نے "اسلامی" کا ٹائٹل چسپاں کیا ہے۔درحقیقت سٹیٹ بینک کی منظوری کے بغیر کوئی بینک کھل نہیں سکتا،اور سٹیٹ بینک قائم نہیں ہوسکتا، جب تک ورلڈ بینک منظوری نہ دے۔

اسلامی بینک قسطوں پر گاڑی وغیرہ دیتے ہیں۔ وہ ہماری طلب پر ۱۰،۰۰،۰۰۰ کی گاڑی خرید کر دیتے ہیں، پھر قسطوں میں ہم سے ۱۲،۰۰،۰۰۰ وصول کرتے ہیں،رقم پوری ہونے پر کاغذات منتقل کرتے ہیں،اس وقت تک گاڑی بینک کی ملکیت شمار ہوتی ہے۔کبھی سرکاری پیکیج کے طور پر گاڑی قیمت خرید پر ہی دیتے ہیں،لیکن اس کا سود حکومت ادا کرتی ہے،یہ بھی حرام ہے۔

ہاؤسنگ سکیم میں مکان کے لیے قرضہ دیتے ہیں۔مکان بن جائے تو مالک اس میں کرایہ دار کی حیثیت سے رہتا ہے،اور بینک کو طے شدہ ماہوار کرایہ بمع اقساط ادا کرتا رہتا ہے۔قرضے کی مقدار میں اضافہ نہیں ہوتا۔اس حیلے سے مسلمان کو سود کے کاروبار میں پھنسایا جاتا ہے۔

موبائل کمپنیاں ایڈوانس بیلنس دیتی ہیں۔یوفون ۳۰ روپے دے کر ۱۰ روپے سروس چارج کاٹتا ہے۔جاز ۱۰ روپے پر ڈھائی روپیہ سروس چارج کے نام سے لیتا ہے۔

ملازموں کی تنخواہ سے ۶۰۰۰ کی کٹوتی پر ۲۰ فیصد سود شامل کر کے پنشن پر GP فنڈ کے نام سے دیا جاتا ہے۔پھر اس پر ۳۰ فیصد بونس بھی شامل کیا جاتا ہے۔۱۰ سال میں ۶،۰۰،۰۰۰ پر ۲۴،۰۰۰ روپے جمع ہوجاتے ہیں۔ملازم کو دو فارم دیے

جاتے ہیں۔ ایک ناگہانی وفات پر نامزد شخص کو دیا جاتا ہے۔ شق نمبر ۱۴ میں لکھا ہے: آپ اپنی کٹوتی ہی لیں گے یا اس پر ''منافع'' بھی وصول کریں گے؟

﴿فإن تبتم فلكم رؤس أموالكم﴾ اگر یہ لے کر کسی غریب کو دیا جائے تو ''لا یقبل الله إلا طیبا'' البتہ وصول کر کے کسی ناجائز تاوان یا مظلوم مقدمہ والے کو دیا جائے، جسے اس ظلم کے ازالے میں خرچ کیا جائے۔

بینک کریڈٹ کارڈ جاری کرتے ہیں۔ اس پر نام ولدیت اور تاریخ وغیرہ ہوتا ہے۔ کارڈ دکھا کر خریداری کرتے ہیں تو اس میں نوٹ ہو جاتا ہے۔ ایک مہینہ کے اندر وہ رقم بینک کو ادا نہ ہو سکے تو سود پڑتا ہے۔ اس میں کاروباری لوگوں کے لیے پیسوں کی حفاظت اور منتقلی میں سہولت ہوتی ہے۔ اس سہولت کے پردے میں لوگوں کو سود خور بنایا جا رہا ہے۔

انشورنس: اس کی دو صورتیں ہیں: اختیاری، غیر اختیاری

ایک دفعہ تاجروں کا جہاز ڈوب گیا تو ان کی امداد کے حوالے سے یہ طریقہ شروع کیا گیا۔ چندہ کر کے مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کرنا اچھا ہے۔ یہود نے اسی ہمدردی کے جذبے کو کاروبار بنا لیا۔ بیمہ کرنے والا اقساط جمع کرتا ہے۔ زندگی، کاروبار، مکان، گاڑی حتی کہ ''نسوانی حسن'' کا بھی بیمہ ہونے لگا ہے۔ بیمے میں اقساط کم ہوتی ہیں اور نقصان پر ملنے والی رقم زیادہ۔ اس میں سود کے علاوہ غـرر بھی ہے، جوا بھی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں تیروں کے ذریعے قرعہ کر کے تقسیم کرتے تھے۔ ﴿وأن تستقسموا بالأزلام﴾ بعض دفعہ آدمی خود اپنی دوکان یا گاڑی کو آگ لگاتا ہے، پھر تحقیقاتی ٹیم کو رشوت دے کر بیمہ کی رقم نکالتا ہے۔

الشیخ حافظ مقصود احمد:

داعی کے لیے تزکیہ نفس کی اہمیت

﴿ومن أحسن قولا ممن دعآ إلى الله وعمل صالحا وقال إنني من المسلمين﴾، ﴿لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الأخر وذكر الله كثيرا﴾، ﴿يأيها المدثر قم فأنذر وربك فكبر وثيابك فطهر والرجز فاهجر ...... ولربك فاصبر﴾ اس وقت جاں نثار صحابہ ؓ کی جماعت ساتھ نہ تھی، مسلمان تھوڑے تھے۔ کپڑوں کو پاک صاف رکھنے کا حکم ''الطهور شطر الإيمان'' ﴿إن الله

يحب التوابين ويحب المتطهرين﴾ وحی کے لیے تیار رہتے، مسواک کرتے، صاف رہتے۔

آیت کریمہ کی تفسیر میں عبدالرحمٰن بن ناصر السعدیؒ کہتے ہیں: الثياب أعماله كله وتطهيره من الشرك والرياء والغفلة وعن كل ما يؤمر المرء باجتنابه. حدیث: "ثلاثة لا تجاوز صلاتهم آذانهم ...... وإمام قوم وهم له كارهون" حضرت موسیٰ علیہ السلام شہزادے کی حیثیت سے محل میں پلے، صحیح تربیت کے لیے اس کو مدین پہنچایا۔ وہاں شعیب نبی تھا یا ولی اللہ، ان کے ہاں دس سال تربیت ہوتی رہی۔ تزکیہ نفس میں عروج کو پہنچے، تو اللہ نے دست مبارک سے تورات لکھ کر دی۔ حضرت مریم کا تزکیہ نفس ہو چکا تو فرشتہ بھیج دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جبریل سے کہا: "أحب أن تزورنا أكثر مما تزورنا" اللہ نے جواب بھیجا: ﴿وما نتنزل إلا بامر ربك﴾ نزول جبریل کی آغاز والی رات ﴿ليلة القدر﴾ بنی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے ام ایمن رضی اللہ عنہا کو روتی دیکھ کر کہا: ﴿وللآخرة خير لك من الأولى﴾ قالت: إنما أبكي لأن الوحي قد انقطع إلى الأرض، فأبكاهما.

نبی کریم ﷺ کا کم از کم دو مرتبہ خصوصی تزکیہ کیا گیا۔ ایک بچپن میں، دوسرا معراج سے قبل آپریشن کر کے دل کو علم وحکمت سے بھر دیا گیا۔ بخاری: ﴿فكان قاب قوسين أو أدنى﴾ اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔

انسانی روح میں بڑی طاقت ہے، جسم نے اسے جکڑ رکھا ہے۔ ﴿قد أفلح من تزكى﴾ ﴿قد افلح من زكاها وقد خاب من دساها﴾ گناہ سے روح کمزور ہو جاتی اور نیکی سے اسے طاقت ملتی ہے۔

صوفی کرامات کا بہت دعویٰ کرتے ہیں، ان میں اکثر جھوٹ ہوتا ہے۔ لیکن بعض باتیں درست ہیں۔ بعض کی تو شعبدہ بازی ہوتی ہے، خاص کر جب بتوں یا قبروں کی مجاورت سے حاصل ہوتی ہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیوی کا دم شدہ تعویذی دھاگہ کاٹ کر فرمایا: یہ شیطان اس یہودی کاہن کا ایجنٹ تھا جو تجھے ستا کر اس کے پاس جانے پر مجبور کرتا تھا۔ ﴿وإن الشياطين ليوحون إلى أوليآئهم ليجادلوكم وإن أطعتموهم إنكم لمشركون﴾ احمد سرہندیؒ: جو بکثرت مشق کرتے اور بھوک پیاس برداشت کرتے ہیں، ان میں مقناطیسی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ سامنا کرنے والوں کو مائل کر سکتے ہیں۔ ہندو جوگی بھی ایسا کرتے ہیں۔ ایسے بعض لوگوں کے ذریعے بہت سے لوگ مسلمان بھی ہوئے ہیں، مگر بدعقیدہ ہیں۔

﴿وأما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فإن الجنة هي المأوى﴾ نبی کریم ﷺ نے رات دو افراد کو روک کر بتایا "هذه صفية" انہوں نے تعجب کیا، تو فرمایا: "إن الشيطان يجري من الإنسان

مجری الدم فخشیت أن یقذف فی قلوبکما شیئا/شرا"

س: شیخ احمد سرہندی؟

ج: وہ صوفی تھا، لیکن دوسرے صوفیوں سے مختلف۔ اس نے اکبر بادشاہ کے "دین اکبری" کا علانیہ انکار کیا۔ جہانگیر بادشاہ نے سجدہ کا حکم دیا تو انکار کیا۔ جبکہ عام صوفی سجدہ کرتے تھے۔ اس نے شرک و بدعت سے نفرت کا جذبہ پیدا کیا، اسی لیے اس کو "مجدد" کہا جاتا ہے، جس طرح شاہ ولی اللہ کو مجدد کہتے ہیں۔

حافظ عبدالستار حماد

تکفیر اس کے اسباب اور رکاوٹیں

اسلام میں داخلے کے لیے تمام ارکان واصول جاننا ضروری نہیں، کلمہ طیبہ کو سمجھ کر پڑھ لینا کافی ہے۔ دل سے اس کی تصدیق ضروری ہے۔ اگر نطق ہوسکتا ہے، تو کرلے۔ ورنہ اشارہ سے بھی تصدیق کافی ہے۔ ایک لونڈی سے پوچھا: این اللہ؟ قالت فی السماء. قال: من أنا؟ قالت أنت رسول الله ، قال: "أعتقها فإنها مؤمنة" خالدؓ کو بنی جذیمہ کی طرف تبلیغ و جہاد کے لیے بھیجا، دعوت سن کر مسلمان ہونے کی نیت سے صبانا صبانا کہا تو خالدؓ نے انہیں قتل کردیا، کچھ کو قید کرلیا۔ رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی تو فرمایا: "اللهم إني أبرأ إليك مما صنع خالد"

﴿ثم أورثنا الكتب الذين اصطفينا من عبادنا فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخيرات بإذن الله ذلك هو الفضل الكبير﴾

آدمی جس دروازے سے دین میں آیا ہے، اسی دروازے سے باہر نکل جائے تو کافر ہو جاتا ہے۔ یعنی عقیدہ توحید ورسالت۔ کلمہ پڑھے لیکن اللہ کی ربوبیت والوہیت کو نہ مانے تو کافر ہے۔ رسالت کا مذاق اڑائے، شریعت کو نہ مانے یا نبی کریم ﷺ کی توہین کرے تو کافر ہے۔ ختم رسالت کا منکر کافر ہے۔

مرتد مسلمان ہونا چاہے، تو کہا جائے گا کہ تم نے جس چیز کو ترک کیا ہے، اس کو بھی ماننا ضروری ہے۔ جیسے مانعین زکاۃ کو دوبارہ مسلمان کرنے کے لیے زکاۃ کی ادائیگی لازم کی گئی۔ بعض یہود نے تسع آیات پوچھا، بیان کیا تو تسلیم کیا، لیکن ایمان نہیں لایا۔ پوچھا: ما منعكم أن تتبعوني؟ قالوا نخاف أن تقتلنا اليهود.

اقبالؒ: مجھے لا الہ إلا اللہ کے تقاضے معلوم ہیں، اس لیے اپنے آپ کو ''مسلمان'' کہتے ہوئے ڈرتا ہوں۔

مؤمن کافر کب بنتا ہے؟ اسباب پورے ہونے سے قبل ہم کسی کو کافر نہیں کہیں گے۔ اس کے تفصیلی اسباب تمیں ہیں۔ ''مسئلہ ایمان وکفر'' اسی موضوع پر لکھی گئی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ شریعت نے جس جس عمل کو ''کفر'' کہا ہے، اس کے ارتکاب سے بندہ کافر ہو جائے۔ بخاری باب کفران العشیر وکفر دون کفر شریعت نے کبیرہ گناہ کے ارتکاب کو بھی ''کفر'' سے تعبیر کیا ہے۔ ''سباب المسلم فسق وقتالہ کفر''، ''لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض'' ﴿وإن طآئفتان من المؤمنین اقتتلوا فأصلحوا بینهما فإن بغت إحداهما علی الأخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٔ إلی امر اللہ﴾

کبھی انسان مجبوری میں بظاہر کفر کا کام کرتا ہے، کبھی اسباب کے ساتھ رکاوٹیں بھی ہوتی ہیں۔ ﴿لا یتخذ المؤمنون الکافرین أولیآء من دون المؤمنین...... إلا أن تتقوا منهم تقاة﴾ بچاؤ کے لیے مدارات بلکہ مداہنت تک بھی کر سکتا ہے۔ ﴿یأیها الذین امنوا ادخلوا فی السلم کآفة﴾ بعض معاشروں میں انسان معاشرتی دباؤ کی وجہ سے اپنا دین چھپائے گا، لیکن اظہارِ کفر کی اجازت نہیں۔ وہ ہجرت کر کے دین پر عمل کے لیے سازگار ماحول حاصل کر سکے، تو کر لے۔ ﴿إن الذین توفاهم الملائکة ظالمی أنفسهم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الأرض قالوا ألم تکن أرض اللہ واسعة فتهاجروا فیها﴾ انسان بعض اوقات ہجرت نہیں کر سکتا۔ اگر آدمی اثر رسوخ والا ہو، تو بلا روک ٹوک دین پر چل سکے گا۔ ہاں کسی خاص مصلحت کے تحت عارضی طور پر اظہار کفر بھی کر سکتا ہے۔ حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ نے غزوہ احزاب میں بنی قریظہ اور حملہ آور افواج کے درمیان پھوٹ ڈالنے کے لیے غلط بیانی کی وقتی اجازت حاصل کر لی۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو کعب بن الاشرف کے قتل کی خاطر ایسی ہی اجازت ملی۔ ﴿من کفر باللہ من بعد إیمانه إلا من أکره وقلبه مطمئن بالإیمان ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیهم غضب من اللہ ولهم عذاب عظیم﴾ اکراہ سے مراد قتل، عضو تلف کرنے یا کسی عزیز کو مار دینے کی دھمکی ہے، جبکہ وہ ایسا کر بھی سکتا ہو۔ جیسے عمار رضی اللہ عنہ نے والدین کے قتل کے بعد کیا۔ اگر اس کے ہاتھ میں جعلی پستول ہو تو کلمہ کفر کہنا جائز نہیں۔ ہاں عزیمت یہ ہے کہ جان دے دے، لیکن کلمہ کفر زبان پر لانا گوارا نہ کرے۔ جیسے یاسر رضی اللہ عنہ، سمیہؓ، بلال رضی اللہ عنہ، صہیب رضی اللہ عنہ وغیرہ نے کیا۔

تیسرا اور چوتھا مانع یہ ہے کہ شدت جذبات خوف یا خوشی کی وجہ سے پتہ ہی نہ چلے کہ منہ سے کیا نکل رہا ہے۔ جیسے

کفن چور نے لاش کو جلا کر اڑانے اور بہانے کی وصیت کی۔ شدت خوف سے یہ گمان ہوا کہ اللہ دوبارہ جمع نہ کر سکے گا۔ اسے معاف فرمایا۔ مسافر کی گمشدہ سواری بمع زادِ راہ کے مایوسی کے بعد مل گیا تو شدت خوشی سے منہ سے الٹا لفظ نکل گیا۔

پانچواں مانع یہ ہے کہ بندہ معقول تأویل رکھتا ہو، نصوص کے الفاظ سے اس تأویل کی گنجائش نکلتی ہو۔ خ: **من أكفر أخاه بدون تأويل فهو كما قال. بخاري: من لم ير عدم إكفار من كفر تأويلا.** حاطب﷛ نے جنگی راز فاش کرنے کی کوشش کی تو حضرت عمر﷛ نے فرمایا: **دعني أضرب عنق هذا المنافق** اس حکم کی تأویل یہ ہے کہ اس نے غداری کی ہے، اس لیے یہ تکفیر اس پر نہ لوٹا۔

چھٹا مانع جہالت ہے۔ یہ بعض حالات میں مانع ہوتا ہے، جب بندہ حصول علم کی قدرت نہ رکھے یا وہ وسائل تک رسائی حاصل نہ کر سکے۔ ﴿**وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا**﴾ ابن ماجہ: ''حضرت معاذ﷛ نے اللہ کے رسول ﷺ کو سجدہ کیا۔ آپ ﷺ نے اس کی تکفیر نہ فرمائی۔ فرمایا: اگر تو میری قبر پر گزرتا تو سجدہ کرتا؟ اگر غیر کے لیے سجدہ جائز ہوتا تو عورت کو حکم دیتا کہ خاوند کو سجدہ کرے۔'' خوارج کفار کے بارے میں نازل شدہ آیات کو مسلمانوں پر فٹ کرتے تھے۔

س: گونگے بہرے لوگوں تک دعوت نہیں پہنچی ہو، تو ان کا انجام؟

ج: مسند احمد میں ہے کہ ان کو پیش کر کے حساب لیا جائے گا، وہ کہیں گے کہ ہمیں دعوت پہنچی ہی نہیں۔ تو ان سے عہد لیا جائے گا کہ اب حکم الٰہی مان لیں گے۔ پھر حکم ہوگا کہ دوبارہ جہنم میں کود جاؤ۔ فرمایا: ''**لو دخلوها لكانت عليهم بردا وسلاما**'' [ح:١٦٣٤٤ وحسنه الأرنؤط]

س: فصل کو کھاد اور جانور کو حرام غذا دینا جائز ہے؟

ج: پودے اور حیوانات مکلف نہیں ہیں، ان کے لیے نجاست والی غذا دم مسفوح وغیرہ دینا جائز ہے۔☆

☆ کیا ''**نهى النبي ﷺ عن الجلالة وألبانها**'' [الترمذي ح:١٨٢٤ وحسنه، وأبو داؤد ح:٣٧٨٧ وصححه الألباني] ''**نهى عن ركوب الجلالة**'' [أبو داؤد ح:٢٥٥٩ وصححه الألباني] جیسی احادیث سے حلال جانوروں کو دینا محل نظر نہیں لگتا ہے؟ (م ت)

حافظ مقصود احمد

راہِ دعوت میں اسلافؒ کی جدوجہد کے نمونے

﴿وجآء من أقصى المدينة رجل يسعىٰ قال يقوم اتبعوا المرسلين اتبعوا من لا يسئلكم أجرا وهم مهتدون﴾ دین اسلام کے ۱۰۰ فیصد خالص ہم تک پہنچنے کی راہ میں بہت بڑی قربانیاں پیش ہوئی ہیں۔ بڑے بڑے لوگوں کے آثار مٹ گئے؛ لیکن بظاہر چھوٹے چھوٹے لوگوں کا نام داعی اور راوی کی حیثیت سے قائم ہے۔ کتنے انبیاء کرام اور صالحین کے الفاظ قرآن مجید میں محفوظ ہیں! جب بنی اسرائیل کے تین انبیاء کو قوم نے جھٹلایا تو ایک شخص حمایت میں کھڑا ہوگیا۔ اسے سنگین حالت میں قوم کی بربادی کے خوف نے اپنے خفیہ ایمان کو ظاہر کرنے پر مجبور کردیا۔ مفسرین کہتے ہیں کہ لوگوں نے اسے روند ڈالا تو: ﴿قيل ادخل الجنة قال يليت قومي يعلمون بما غفر لي ربي وجعلني من المكرمين﴾ سورہ یٰس میں آٹھ آیات، سورۃ المؤمن میں سترہ آیات میں تفصیل آئی ہے۔ جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا فیصلہ سنایا تو ﴿وقال رجل مؤمن يكتم إيمانه أتقتلون رجلا أن يقول ربي الله!﴾ اسلام قربانیوں سے پھیلا ہے۔ امام مالکؒ نے کوڑے کھائے، منہ سیاہ کر کے گدھے پر پھرایا گیا۔ لیکن طلاق جبر کے مسئلے میں بادشاہ کو ناکام کردیا۔ ابوالکلامؒ: امام احمد کو معتصم کوڑے مارتے ہوئے کہتا تھا: قطع الله يدک، ۸۰ سے زیادہ کوڑے لگے۔ تین دفعہ معتصم نے اٹھ کر بات ماننے کا مطالبہ کیا۔ مأمون نے ہتھکڑی لگا کے بلایا اور کہا: معتصم نے خاص تلوار بنوائی ہے۔ احمدؒ نے دعا مانگی: اے اللہ! اسے مزید مہلت نہ دے۔ اسی رات وہ مرگیا۔ متوکل بادشاہ نے حق کو تسلیم کرلیا اور اکرام کیا۔ دربار میں بلایا تو کہا: اب حکومت کی مخالفت کرنا پہلے سے زیادہ مشکل ہوگیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا جنازہ ہی جیل سے اٹھا۔ محمد بن عبدالوہابؒ کے بہت سے بیٹوں پوتوں کو قتل کرایا گیا تو ہجرت کرلی، لیکن عقیدہ توحید پر ڈٹ گئے۔ برصغیر میں پہلا اعلانیہ موحد شاہ اسماعیل شہید تھا۔ دہلی کی جامع مسجد میں تبرکات نبوی تھے، لوگ ان کی پوجا کرتے تھے۔ شاہی مسجد لاہور سے نام نہاد جوتی کی چوری پر طاہر القادری نے تحریک چلائی۔ مغلیہ شاہ اکبر ثانی کے پاس تبرکات لے جاتے تو راستے میں لوگ کھڑے ہوجاتے تھے، شاہ صاحبؒ نہیں اٹھے۔ بادشاہ کو شکایت پہنچی، گستاخی کی سزا دینے کے لیے بلایا تو کہا کہ اگر یہ تبرکات ہوتے تو بادشاہ کے پاس لائے نہ جاتے، بادشاہ خود اس کی زیارت کے لیے جاتا۔ شاہ اسماعیل رات فقیرانہ لباس میں رنڈیوں کے پاس گیا، وہاں توحید کی تبلیغ پیش کی اور شادی نہ کرنے کی قباحت

بیان کی۔ انہوں نے توبہ کیا۔ بعد میں انہوں نے ہی مجاہدین کے لیے کھانا پکایا۔ آپ نے سب سے پہلے رفع الیدین پر کتاب لکھی۔ کلیات وغیرہ جہاں سے مجاہدین گزرے آج بھی اہل حدیث موجود ہیں۔ علم دعوت کی روشنی کا منبع ہے۔ ہندوستان میں فقہ، فلسفہ اور منطق تھا۔ ہدایہ پڑھانے والا مفتی اعظم اور شیخ الحدیث کہلاتا تھا۔ اسمعیلؒ نے مسند رحیمیہ پر ساٹھ سال تک صحیح بخاری کا درس دیا۔ مخالفت، قتل کی سازش سب ناکام ہوئے۔ خاموشی سے حق کی تعلیم دی۔

عبداللہ غازی پوریؒ حنفیوں کے شیخ الحدیث تھے۔ ۱۹۰۳ء میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امیر بنے۔ عبدالرحمن مبارکپوریؒ، وحید الزمان، عبدالعزیز رحیم آبادیؒ وغیرہ نے "اہل حدیث کانفرنس" کے لیے ملک گیر دورہ کیا۔

رات کو نیا فرقہ وجود میں آتا تو صبح تک حافظ ثناء اللہ امرتسریؒ اس کی تردید لکھتے اور مناظرہ کے لیے نکل پڑتے۔ ۱۹۲۶ء میں ملک عبدالعزیزؒ نے سعودی عرب میں مزاروں پر بنے گنبد گرائے۔ ۸ شوال کو ہر سال اس کے خلاف دن منایا جاتا ہے۔ سعودی عرب میں دیوان ملکی کی رسید چھپی کہ ثناء اللہ امرتسریؒ نے ۲۶۰۰ روپیہ سعودی عرب کو چندہ بھیجا ہے۔ اپنا پریس تھا۔ تقسیم ملک کے بعد مولانا داؤد غزنویؒ پہلا امیر بنا۔ دیہاتوں کا دورہ کیا جماعت کو منظم کیا۔ غزنوی اور لکھوی خاندان کا بڑا کام تھا۔ لوگ لکھوی کے پاس دعا کرانے آتے، تو تبلیغ کرتے تھے۔ مستجاب الدعوات تھے۔ شیخوپورہ کے نمبردار کا پاگل بیٹا باندھ کر لایا گیا۔ امام عبدالجبارؒ کی دعا سے شفا ملی۔ اس پر سارا گاؤں اہل حدیث بن گیا۔

صوفی عبداللہؒ کو تشیع سے ہدایت ملی۔ استاد نے کہا: تم وزیر آباد نہ جاؤ۔ ریل میں سفر کرتے ہوئے وزیر آباد کو دیکھتے بھی نہ تھے۔ آپؒ نے جاہل دیہاتیوں کو دعا کے بل پر توحید و سنت کے مسلک پر لایا۔ زیادہ پڑھے لکھے نہ تھے، مگر مجاب الدعوۃ تھے۔ نماز کی عملی تربیت سختی سے دیتے پھر آدھ گھنٹہ دعا کرتے تھے۔ کرامتیں ظاہر ہوتی تھیں۔ صوفی عبداللہ کی دعاؤں سے مولانا عبدالقادر ندوی کا گمشدہ بھتیجا اسی روز گھر آیا، شادی کی دعا کرانے والے کے لیے بارہ بیٹوں کی دعا کی، فصل خراب ہونے پر دعا سے آئندہ یہ مرض نہ آیا، مدرسے کی بیری کا درخت کبھی خالی نہیں ہوتا، فوری بارش ہوئی۔

آپؒ نے مدرسہ تعلیم الاسلام قائم کیا، سارا گاؤں اہلحدیث ہوا۔ ایک دفعہ پیسے ختم ہوگئے تو دعا مانگی، اچانک نووارد نے مطلوبہ رقم دے دی۔ ملتان میں ایک مخالف افسر سے واسطہ پڑا، رات بھر وظیفہ کیا، صبح وہ افسر باہر منتظر تھا۔ شیخ ثناء اللہ سالک: ہم نے صوفی صاحب کی دعا پر آمین کہا، جس سے ایک پھانسی کا سزایافتہ ملزم رہا ہوگیا۔ محمد اسحاق بھٹی نے "صوفی محمد عبداللہ" لکھی ہے۔

حافظ عبدالقادر روپڑیؒ، مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ ہر گاؤں جاتے۔ آج ان سارے علاقوں میں اہل حدیث

ہیں۔علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ نے دیوبندی، بریلوی، سیاسی، غرض ہر قسم کے جلسوں میں بھرپور شرکت کی اور ہر جگہ مسلک اہل حدیث کی دعوت پیش کی۔ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں دیوبندیوں نے اپنے اسلاف کے کارنامے سنائے۔علامہ نے تاریخ اہل حدیث بیان کی،تو کانفرنس کے منتظم تاج محمد نے کہا کہ علامہ نے میری توہین کی۔علامہؒ عصا سے اشارہ کر کے پوچھتے تھے: ہاں تاج محمد! ایسا ہوا کہ نہیں؟ فضیلۃ الشیخ ابن بازؒ بھی مستجاب الدعوات تھے۔

الشیخ حافظ عبدالستار حماد

دعوت دین میں اخلاق نبوت کا نور

﴿فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك﴾ [بخاری: كتاب الجهاد باب ٩٧ الدعاء على المشركين بالهزيمة والزلزلة، ٩٩ الدعاء للمشركين بالهدى ليتألفهم، كتاب الدعوات باب ٥٨ الدعاء على المشركين، ٥٩ الدعاء للمشركين] جب تکلیف پہنچانے میں انتہا کر دی تو حالات کے مطابق بددعا بھی کی، خصوصاً جب برسرپیکار تھے۔اور ذاتی طور پر آزمائشوں میں ان کے حق میں دعا بھی کی ہے۔عمرؓ یا عمرو بن ہشام میں سے ایک کا سوال فرمایا۔بئر معونہ کے ستر قیدیوں کے دھوکہ باز قاتلوں پر ایک ماہ لگاتار بددعا بھی فرمائی۔بدر کے مقتولوں سے خطاب بھی فرمایا۔

ابوجہل نے دعا مانگی تھی: ﴿اللهم إن كان هذا هو الحقَّ مِن عندك فأمطر علينا حجارة من السماء أو ائتنا بعذاب أليم﴾ آپ ﷺ تبلیغ کرتے تو ابولہب پیچھے کہتا پھرتا: أيها الناس إنه يدعوكم لتتركوا دين آبائكم. مکہ میں بیٹا فوت ہوا، ابولہب نے سردارانِ قریش کو خوشخبری سنائی تو: ﴿إن شانئك هو الأبتر﴾

گردن میں چادر ڈال کر بل دیا، گلے پر نشان پڑا تو مال مانگنے والے کو مطلوبہ مال دیا۔کافر نے تلوار سونت کر للکارا: من يمنعك مني؟ قال: "الله" لرز کر تلوار گری تو خود لے کر فرمایا "من يمنعك مني؟" پھر چھوڑ دیا۔مشکیزہ والی عورت سے پانی لیا، اسے زادِ راہ دیا، اس نے جا کر قوم کو بتایا: وہ أسحر الناس ہے یا سچا نبی، جیسے ان کا دعویٰ ہے۔قوم مسلمان ہوئی۔طفیل دوسی قوم کی شکایت لے کر بددعا کرانے آیا، آپ ﷺ نے دعا مانگی: "اللهم اهد دوسا وائت بهم وہ ہجرت کر آئے۔ثقفی سردار عبد یالیل نے کہا: اللہ کو تیرے سوا کوئی بندہ نہ ملا؟ چلو میں بات نہیں کرتا، پھر طائف

کے اوباشوں کو ورغلایا......آخر ملک الجبال سے فرمایا: بل أرجو أن يخرج الله من أصلابهم من يعبد الله وحده اور واقعی ایسا ہو گیا۔غزوہ احزاب میں منافقوں نے "قولوا لآ إله إلا الله تملكوا العرب والعجم" پر طعن کیا۔﴿ولما رأى المؤمنون الأحزاب قالوا هذا ما وعدنا الله ورسوله وصدق الله ورسوله وما زادهم إلا إيمانا وتسليما O﴾

حضرت عمر فاروق ﷛ نے کئی باران مارِ آستین لوگوں کا سر قلم کرنے کی اجازت مانگی۔ رئیس المنافقین کے جنازے پر﴿لا تنفقوا على من عند رسول الله﴾اور﴿لئن رجعنا إلى المدينة ليخرجن الأعز منها الأذل﴾ کا حوالہ دے کر روکا،تو فرمایا:﴿استغفر لهم أو لا تستغفر لهم وإن تستغفر لهم سبعين مرة......﴾ مجھے منع نہیں فرمایا ہے،اگر ستر سے زائد پر معافی کی امید ہوتی تو میں کر لیتا۔اس کو قمیص دی۔حضرت انس﷛ کہتے ہیں:"خدمتُ النبيﷺ عشر سنين فما قال لي: أفٍ ، لمَ صنعت، ألا صنعت!" یہود نے اوپر سے پتھر گرانے کی سازش کی۔ زہر ملا کر دعوت دی،دعوتی نکتہ نظر سے قبول کی تھی۔ایک لقمہ کھایا،دوسرا صحابی شہید ہوا۔یہودی دربارِ رسالت میں آتے تو السام علیکم کہتے،حضرت عائشہؓ نے تلخی سے عليكم السام واللعنة کہا،فرمایا:عليك بالرفق.

صحابہ ﷡ بکریاں چراتے تھے،انہوں نے قیصر و کسریٰ کو فتح کیا۔فرمایا: سراقہ! تیرا کیا حال ہوگا جب کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے؟! ان کے ہاتھوں آتش کدہ ایران بجھ گیا،خزانے مدینہ پہنچے،ان میں کسریٰ کا کنگن دیکھا تو حضرت عمر﷛ کو حدیث یاد آئی،سراقہ﷛ کو بلا کر پہنایا۔کافر و منافق کی نظر دنیا پر ہے، نبیﷺ کو خندق کھودتے ہوئے فتح روم کا منظر نظر آیا۔قیصر نے خود کہا تھا:إن كان ما تقول حقا فسيملك موضع قدميّ هاتين.

ہمیں بھی رسولﷺ کا رویہ دعوت میں اختیار کرنا چاہیے۔صبر،ثبات، انابت الی اللہ،تقویٰ،خلوص،محبت اور ساتھیوں کا اعتماد لینے کا گر۔فتح حنین پر سردارانِ قریش کو تألیف قلبی میں مال دیا،شکوہ کناں انصار کو قناعت اور حوصلہ افزائی عطا فرمائی:"لو سلك الناس واديا وسلكت الأنصار واديا لسلكت وادي الأنصار وشعبهم......ألا ترضون أن يذهب الناس بالأموال وتذهبوا برسول الله إلى بيوتكم!"

داعی اپنی عزت نفس کو دین کی سربلندی کی خاطر مٹا دے،تو اسے یقیناً کامیابی اور عزت ملے گی۔اس وقت تو ہم دین کی نہیں،دین ہماری خدمت کر رہا ہے۔

س:ایک جانور کا دو سے تبادلہ؟

ج: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے جہادی ضرورت کے پیش نظر دو کے بدلے ایک اونٹ لیے ہیں، لیکن یہ ضروری ہے کہ مقرر وقت پر ادا نہ ہو سکے تو اضافہ نہ کیا جائے۔

الشیخ محمد حسین آزاد الرحمانی:

جامعہ اور فروعات کے شرکاءِ دورہ کی نمائندگی کرتے ہوئے علمی استفادہ پر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اس طرح کے مفید پروگرام آئندہ بھی ہونے چاہئیں۔ ڈاکٹر محمد اسحاق زاہد کو **رئیس قسم الدعاۃ** مقرر ہونے پر مبارک باد! مہنگائی کے دور میں اپنے رئیس سے امید ہے کہ ماتحتوں کا خاص خیال رکھیں گے۔ حج وعمرہ کے مواقع ہوں تو ان کو بھی یاد رکھیں۔ یہاں تألیف قلبی کے مستحقین بھی بہت ہیں۔

محمد یوسف عبدالرحمٰن:

"**العلماء ورثة الأنبياء**" علمائے دین کو 'وارث' فرمایا، خلیفہ اور نائب نہیں۔ موروث کا ترکہ اقرب الی المیت کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کا اقرب کون ہے، سوائے اہل حدیث کے؟! ﴿**والله یختص برحمته من یشآء**﴾ باپ کی وفات پر اولاد کو زمین ملتی ہے۔ جو باؤنڈری لائن تقسیم پر لگاتے ہیں، اچھا وارث اس لائن کی حفاظت کرتا ہے۔ نہ اس سے تجاوز کرتا ہے، نہ کرنے دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "**فضل العالم علی العابد کفضل القمر علی سائر الکواکب**" سوچیے! چاند سے تشبیہ کیوں دی؟ حالانکہ سورج کے مقابلے میں اس کی روشنی کم ہے! بات یہ ہے کہ چاندنی یکساں نہیں ہوتی، یہ بڑھتی گھٹتی رہتی ہے۔ داعی جتنا کام کرے گا اور جس معیار کا کرے گا، اس کی روشنی بڑھے گی۔ کامیاب داعی کی روشنی موت کے بعد بھی قائم رہتی ہے۔

گزشتہ ماہ جنوری میں چین کے سائنسدانوں نے تجربہ کر کے ثابت کیا کہ سورج پھل پکاتا ہے، چاند اس میں ذائقہ ڈالتا ہے۔ اس طرح فائدہ کم ہی سہی، لیکن چاند نما داعی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ امام ابن القیمؒ: ستاروں کے فوائد میں ﴿**جعل لکم النجوم لتھتدوا بھا فی ظلمات البر والبحر**﴾ مسافر ستاروں سے سمت معلوم کر کے رہنمائی لیتے تھے، اب راڈار جہاز کو راستہ دکھاتا ہے۔ علماء دینی رہنمائی کرتے ہیں۔ دوسرا فائدہ ﴿**رجوما للشیاطین**﴾ علماء بھی فتنہ باز انسانی شیطانوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ جب یہ دونوں کام ہوتے ہیں تو ﴿**زینا السماء الدنیا**﴾ کا مقصد پورا